

## سرکاری رپورٹ (مباحثات)

## تیسرا ریکوڈ یشنڈ اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 28 ستمبر 2018ء بروز جمعہ بمقابلہ 17 محرم الحرام 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	توجہ دلاؤ نوں۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	16
4	قرارداد نمبر 1 می جانب جناب نصر اللہ خان زیرے، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	17
5	قرارداد نمبر 2 می جانب ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	22
6	قرارداد نمبر 4 می جانب جناب نصر اللہ خان زیرے، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	38
7	قرارداد نمبر 5 می جانب ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	47

## ایوان کے عہدیدار

اپسیکر میر عبدالقدوس بزنجو  
ڈپٹی اپسیکر سردار بابرخان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سکرٹری اسمبلی شمس الدین  
چیف رپورٹر مقبول احمد شاہواني  
ایڈیشنل سکرٹری (قانون) عبد الرحمن  
ریسرچ افسر میر باز خان کاکڑ

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 28 ستمبر 2018ء، بروز جمعہ طبق 17 محرم الحرام 1440 ہجری، بوقت سہ پہر 03:00 بجرا 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام اسپیکر، سردار بارخان موئی خیل، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔  
جناب قائم مقام اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قُلْ أَغَيْرُ اللّٰهِ أَبْغِيْ رَبًا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ط وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ح وَلَا  
تَنْزِرُ وَإِذْرَةً وَزِرَّ أُخْرَى ح ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيَنِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ح  
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلِيفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَتٌ لَّيْلَوْكُمْ  
النَّحْفَ  
فِي مَا أَتَيْكُمْ ط إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ط وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ط

(پارہ نمبر ۸ سورہ الانعام آیات نمبر ۱۶۳ اور ۱۶۵)

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب، اور وہی ہے رب ہر چیز کا، اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اُسکے ذمہ پر ہے اور بوجھ نہ اٹھایا گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی تم سب کو لوٹ کر جانا ہے سو وہ جلتا یا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔ اور اُسی نے تم کو نائب کیا ہے زمین میں اور بلند کر دیئے تم میں درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخششے والا ہے مہربان ہے۔ صدق اللہ الْعَظِيْمُ۔

## جناب قائم مقام اسپیکر:

جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قواعد و انصباط کار، بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدة نمبر 50 (الف) کے تحت توجہ دلاؤ نوٹس۔ جناب شناء اللہ بلوچ صاحب! آپ توجہ دلاؤ نوٹس پر اپنا سوال دریافت فرمائیں۔

## جناب شناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! اُس دن میں نے پونچھ آف آرڈر پر بھی اس کا ذکر کیا تھا کہ بلوچستان میں ہمارا جو ہائز اور سینئری ایجوکیشن کا مکملہ تعلیم۔ ڈیڑھ دو سال کے عرصے میں انہوں نے کوئی تین مختلف فیصلے کئے ہیں۔ اور ان کا براہ راست اثر ہمارے پھوپھو کی زندگی پر پڑتا ہے۔ 2017ء میں انہوں نے بلوچستان میں BA اور BSc ختم کر کے تمام کالجز میں، ڈگری کالجز میں BS کا پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بعد ازاں ابھی recently انہوں نے ایک اور نوٹیفیکیشن جاری کیا ہے جس کا تفصیلی ذکر انہوں نے آج کے اپنے اس جواب میں دیا ہے۔ انہوں نے BS کا پروگرام بلوچستان کے تمام کالجز میں ختم کر دیا ہے سوائے 18 کالجز کے۔ اور جس طرح میں نے پہلے بھی last time میں کہا تھا کہ ان 18 کالجز میں سے 9 کالجز کوئٹہ میں اور 9 بلوچستان کے باقی علاقوں میں ہیں۔ اب جو جواز پیش کیا گیا ہے، ”کہ جی! BS کے کچھ فوائد بھی ہیں یہ ایک نیا مذہل ہے پڑھانے کا۔ ایک نیا سسٹم ہے جس میں سسٹر سسٹم ہے پھوپھو کی حاضری ان کے میٹسٹ لینے کا یا ان کے سسٹر کے حوالے سے exam کا۔ وہ بہت بہتر ہے بہ نسبت annual system جو ہمارا ہوا کرتا تھا جو ہم پڑھ لکھ کے آئے ہیں ایک سال کے بعد آپ کو رٹالگا پڑتا ہے۔ لیکن BS ایک سسٹر سسٹم میں پھوپھو کو زیادہ اپنی کتابوں کے ساتھ، اپنے subject کے ساتھ، اپنے موضوعات کے ساتھ linked ہونے کا ذریعہ یا تعلق، واسطہ میں جاتا ہے۔ تو پوری دنیا میں ایک successful model ہے۔ پنجاب میں، سندھ میں کافی جگہوں پر وہ totally implemented ہے۔ تو اب انہوں نے جو جواب پیش کیا ہے جناب اسپیکر! ”کہ جی! ہمارے پاس اساتذہ یا پیکچر رزبیں ہیں یا ہمارے پاس کتابیں نہیں ہیں یا ہمارے پاس equipped libraries نہیں ہیں، تو جناب والا! کیا آپ لاکھوں بھوپالوں کی زندگی اس لئے داؤ پر لگادیتے ہیں کہ ایک ڈیڑھ سال کے اندر تین فیصلے کے پاس کا بھوپالوں کے لیکچر رز کی بلوچستان میں ایک ہزار سے زیادہ اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں؟ کچھلی حکومتوں کی نااہلی، موجودہ حکومت ابھی تک میں اسے نااہل نہیں کہہ سکتا ہمارے دوست ہیں، انہوں نے ابھی ذمہ داری سنبحاںی ہے، بریفنگ لے رہے ہیں، لیکن ایکشن کا وقت ہے بلوچستان میں بریفنگ اور

point presentations، معلومات کی فراہمی بیور کریٹس دیتے رہتے ہیں لیکن وہ عوام کے مفاد سے نسلک نہیں ہیں۔ عوام کے مفاد سے اگر نسلک کوئی چیز ہے، وہ ہے ایک فیصلہ۔ جو یہاں بیٹھے ہیں ہمارے حکومتی اراکین کے دوست، آپ کل ایک آرڈر جاری کر دیں کہ پیلک سروس کمیشن پیچھر زکی ایک ہزار اسامیوں پر 15 سے 20 دن کے اندر بھرتیاں شروع کر دے۔ جب یہ بھرتی ہو جائیں گے تو کالجز میں اساتذہ کی کمی پوری ہو جائیگی۔ آپ کے پاس ڈیڑھ سے دوارب روپے کا لجز کے پڑے ہوئے ہیں۔ لابریٹریوں کے، لیبارٹریوں کے اور سامان کی فراہمی کے، وہ فراہم کریں۔ دوسرا بات یہ ہے کہ ہم ان بچوں کو جنہوں نے دو، دو تین تین سمیٹر زگزارے ہیں، ہم ان کو کیا جواب دیں گے؟ ہایر ایجوکیشن کا سکریٹری اور ڈائریکٹر تو عوام کے سامنے نہیں جاتے۔ جناب اسپیکر! آپ جاتے ہیں میں جاتا ہوں اور ہمارے colleagues جاتے ہیں۔ وہ پچھے جب ہم سے پوچھیں گے کہ یہ 6 مہینے ہم نے exam پر semester basis پر دیئے اور ابھی آپ کہہ رہے ہیں ”کہ وہ سارے reverse ہو گئے ختم ہو گئے۔ ابھی دوبارہ سے شروع کریں“ تو اُس میں ان بچوں کی زندگی سے اس طرح کھلینے کا عمل یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اس کو ایک consultation کے تحت process میں لانا چاہیے، پھر اس میں دو یا تین اور بھی معاملات ہیں، issues ہیں۔ BS پروگرام کیلئے اُس وقت انہوں نے ایک 18 رکن کمیٹی بنائی تھی اس میں ایک بھی political Representative نہیں ہے نہ اُس میں کوئی Stakeholder ہے نہ اُس میں کسی بھی علاقے کے کالج کے بچوں کے والدین کو شامل کیا گیا ہے۔ تو جناب اسپیکر! میرا سوال یہ ہے ابھی ہمارا ایجوکیشن کا منظر نہیں ہے لیکن حکومتی اراکین جواب دیں گے کہ اس فورم پر میرے خیال میں سارے colleagues میری اس بات کی تائید کریں گے کہ کیا اساتذہ کی کمی کو جواز بنا کر کالجوں میں اپنے بچوں کو بھیجا ہی چھوڑ دیں؟ تو اس کا مطلب BS کا پروگرام بند نہ کریں اگر حکومت کے پاس فیصلے کرنے میں کمزوری اور کوتاہی ہے تو سارے کالجز بند کر دیں ہم بچوں کو مدرسہ یا کمپیس اور بحث دیں گے۔ ”کہ جی! ہمارے پاس اساتذہ نہیں ہیں، پیسے نہیں ہیں capacity نہیں ہے، فیصلے کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ پیلک سروس کمیشن سے ہم اپنی پوشیں fill نہیں کرو سکتے“۔ لہذا سارے کالجز بند کر دیں اگر نہیں کر سکتے تو BS کے پروگرام کو equally پورے بلوچستان میں continue کیا جائے، اس میں جو کمی اور جو خامیاں ہیں۔ تین خامیاں بیان کی ہیں، اساتذہ، کتاب اور لیبارٹریز یا لابریریز کا جو equipped ہونا۔ اس کو میرے خیال میں پورا کرنے کیلئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ ہمارے اس فورم میں ایجوکیشن کے experts بیٹھے ہیں، معزز اراکین ہیں، ہمارے حکومتی اراکین بیٹھے ہیں، اپوزیشن سے بیٹھے ہیں، چار پانچ افراد پر

مشتعل کمیٹی بنائیں، میں آپ کو دس دن کے اندر تمام بھرتیاں اور سارے اسکوائر اور کالج کو equipped کر کے دکھادوں گا۔ اور بلوچستان کے بچوں میں یہ جو پائی جانے والی محرومی ہے یہ بھی ختم ہو سکتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! مجھے اس پر حکومتی ادائیگی کا مکمل نہ صرف assurance چاہیے بلکہ ان کی طرف سے یہ فیصلہ چاہیے کہ آپ BS کا پروگرام پورے بلوچستان میں یکساں طور پر جاری رکھنے کا فیصلہ کریں گے۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ ثناء بلوج صاحب۔ چونکہ وزیر تعلیم، وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں ان کی جگہ کوئی وزیر یا حکومتی رکن اسمبلی موقف پیش کریں۔ اس پر کوئی اور نہیں بول سکتا چونکہ اس پر ثناء بلوج صاحب نے اپنی بات کی ہے۔

**میریونس عزیز زہری:**

جناب اسپیکر! میں اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

جی تھوڑا مختصر کر کے پھر حکومت اپنا موافق دے گی۔

**میریونس عزیز زہری:**

جناب! جیسے ثناء بلوج صاحب نے کہا کہ BS کے پروگرام کو، اسی طرح ہمارے ڈسٹرکٹ خضدار کے گرائز کالج میں کیم نومبر 2017ء کو BS کا پروگرام شروع کیا تھا اور اس کے لئے 14 اساتذہ ایڈیاک پر رکھ گئے تھے۔ تو یہ 14 اساتذہ نے وہاں پڑھائی شروع کی۔ کوئی ایک سوچا لیں، ایک سوچا پاس کے قریب طلاء نے admission لے لیا اور یہ سلسلہ باقاعدہ کامیابی سے جاری تھا۔ اور 9 مہینے کے بعد ان ٹیچرز کو ایک آڑو کے تحت فارغ کر دیا گیا اور طلاء سے کہا کہ جی! ہمارے پاس ٹیچرز نہیں ہیں، آگے ہم نہیں پڑھ سکتے، اس پروگرام کو بند کر دیں گے۔ تو اس میں چودہ ٹیچرز ہمارے گرائز کالج میں رکھی گئی تھیں ان کو صرف دو مہینے کی تنخواہ مل گئی تھی 15 ہزار روپے تنخواہ اسکے لئے fix کی گئی تھی باقی 7 مہینے کی ان کو تنخواہ ابھی تک نہیں ملی ہے۔ آیا ان کی تنخواہیں کون دے گا، یا ان کے لئے کوئی بندوبست ہو گایا نہیں؟ اس بارے میں بھی ہم جواب چاہتے ہیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ میر صاحب۔ جی زمرک خان اچنزی صاحب۔

**انجینئر زمرک خان اچنزی:**

شکریہ جناب اسپیکر۔ ثناء بلوج صاحب کا جو توجہ دلا و نوٹس ہے، ایجوکیشن کے حوالے سے، حقیقت

میں ایجوکیشن کے مسئلے آج سے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ یہ تقریباً 5 سال سے کچھلی گورنمنٹ میں ہم نے ایجوکیشن کو بہت focus کیا تھا اور اس حوالے سے مختلف وقوف میں، مختلف اسمبلی سیشن میں ہم نے قراردادیں، توجہ دلاؤ نوٹس اور تحریک التابھی پیش کی ہیں۔ اس میں بہت سی نا انصافیاں ہوئی ہیں جس طرح NTS کا مسئلہ تھا appointments تھیں، یہ پلک سروس کمیشن کے through بھی ہوتی ہیں، وہ تو پھر بھی صحیح ہے، ہم اس کو بالکل second کرتے ہیں کہ ہماری جتنی بھی appointments ہوں 16 اور 17 کی وہ تمام پلک سروس کمیشن کے through ہونی چاہتے ہیں۔ تو ان ذاتیات کو دیکھتے ہوئے ایجوکیشن کا سسٹم پچھلے ذور میں خراب ہوا تھا، اور ہمارے جتنے بھی سرکاری سکولز اور کالجز تھے ان پر بہت بُرے اثرات ہمارے اس معاملے پر پڑے ہیں اور اس سے ہماری ایجوکیشن کا سسٹم بہت damage ہو گیا ہے۔ اور جس طرح انہوں نے ٹیچروں اور اساتذہ کی بات کی کہ یہاں انکی کمی ہے۔ تو اس حوالے سے میں اتنا کہہ دوں کہ سب سے پہلے ہماری کینٹ کا اجلاس ہوا، اس گورنمنٹ کا۔ تو سب سے پہلا ہمارا ایجنڈا ایجوکیشن تھا۔ اور کم از کم ہمارے منسٹر ز صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں ہم نے ڈھانی سے تین گھنٹے اس پر بحث کی۔ اور ہم نے ایک فارمولے کے تحت کہ بلوچستان میں کس طرح اس ایجوکیشن کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں اور کہاں سے start لیں۔ ہمارے اسکول ایسے ڈرپ در حالات میں ہیں کچھ کی بلڈلینگیں بنی ہوئی ہیں اُن کو وہاں کے لوگ بیٹھک بنائے ہوئے ہیں، کسی میں بھیڑ کریاں باندھی گئی ہیں۔ اور اساتذہ بھی عرضی ہیں جو اپنی جگہ دوسرے لوگوں کو آدھی تنخواہ پر لگا دیتے ہیں اور اسکوں چل رہے ہیں۔ تو اس سے ہمارے بچے کیا پڑھیں گے کیسے آگے جائیں گے۔ اور یہ جتنی بھی پوٹھیں ہیں، اس پر بات کی کہ ہم نوکریاں دیں گے۔ ہمارے پیروزگار نوجوان ہیں، اُن کو ہم adjust کریں گے۔ اور ہمارے پلک سروس کمیشن میں جس طرح انہوں نے بات کی کہ ہماری جتنی بھی قابلیت، میرٹ کی بنیاد پر ہم سارے سسٹم کو چلانیں گے۔ بغیر میرٹ کے کوئی ایسا نظام نہیں چلانیں گے جس سے ہمارے عوام کی، ہمارے نوجوانوں کی حق تلفی ہو۔ تو اس بنیاد پر ہمارا توابھی مہینہ بھی پورا نہیں ہوا ہے، یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ اس کا جو ہمارے criteria ہے، جو ہمارے فیصلے ہوئے ہیں اور آخر میں یہی فیصلہ ہوا ہے کہ ہم ایجوکیشن پر کمل توجہ دیں گے۔ سب سے پہلے اور پھر ہماری ترجیحات میں امن و امان تھا، ہیلاتھی، واثر تھا۔ ان سارے sectors پر کابینہ میں discussions ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی ان کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے، یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ سی ایم صاحب بھی نہیں ہیں جو انہوں نے BS کا کہا ہے۔ اگر یہ اس میں پڑھ لیں اس میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو انہوں نے کہا ہے جو ہمارے ایجوکیشن کی طرف سے ہوئی ہیں۔ اور یہ فیڈرل گورنمنٹ کی جو ہمارے ایجوکیشن ہے، اُس سے اُنکا تعلق

ہے۔ اور اسیں کچھ criteria کے مطابق انہوں نے :

BS program in this way, BS program was initiated to bring the education system of Pakistan at per with international standards .

standards کے مطابق:

consequently BS program was initiated in 2015 in the following four colleges in Quetta .

پھر یہ ہوا:

It was then planned to continue this BS program in these four colleges as pilot projects and the second place it was decided to launch BS programs in the Degree Colleges of divisional head-quarters.

اور ان کا یہ بھی پروگرام، آگے پوری ایک تفصیل دی ہوئی ہے جو مجھے ابھی ملا ہے۔ اس کے مطابق ہمارا بھی یہی پروگرام ہے کہ جتنے بھی کالجز ہیں ان میں یہ BS پروگرام شروع ہو جائے۔ کم از کم ہم جہاں شروع کر سکتے ہیں ان کو تو کامیاب کرائیں۔ ہم جدھر بھی ہے ان کا start لیں گے اور اس start کے مطابق جو کالجز ہیں، پہلے انکو تو focus کر لیں کہ ان پر ہمارے وہ اسٹوڈنٹس مکمل ہو رہے ہیں، وہ وہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور ہمارا جو criteria ہے اُسکے مطابق fulfill کر کے اُسکے مطابق چل رہے ہیں۔ پھر تو ہماری توجہ یہ یہی ہے کہ ہم ایجوکیشن پر کام کریں گے۔ ہمارا کام یہی ہے ابھی ہمارا ایک مہینہ بھی نہیں ہوا ہے۔ اور اس ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بہت ذاتیات ہوئی ہیں یعنی appointments میں ہوئی ہیں بلڈنگز میں ہوئی ہیں۔ جہاں اسکول، کالج اور چیزوں کی غیر منصفانہ طریقے سے تقسیم ہوئی ہے یہ سارا سٹم اب نشاء اللہ میں انکو surety دیتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے، ہماری جو کیبینٹ کا اجلاس ہو گا جو میٹنگز ہوں گی، اس میں ہم focus کریں گے سب سے پہلے بلوچستان میں ایجوکیشن کے حوالے سے۔ اور نشاء اللہ انکو یہ تسلی دیتے ہیں کہ آپ کی مشاورت سے آپ کی تجوادیز کو بنیاد بنا کے ہم آگے چلیں گے اور اپنے بچوں کو ایجوکیشن دیں گے۔ اور وہ منصفانہ ہو گا کسی کے ساتھ ذاتیات اور ناصافی نہیں ہو گی۔ تھینک یو۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ زمرک خان۔ جی۔

**مولانا عبدالواحد صدیقی:**

جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے اپنے حکومتی وزیر کی جانب سے جو تسلیاں ہمیں دی گئی ہیں، اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ جن کا الجھوں میں BS پروگرام شروع کیا گیا تھا، اس وقت خانوزی گرلز ڈگری کالج میں ۔۔۔۔۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

صدیقی صاحب! حکومت نے اپنا موقف پیش کر دیا ہے اب اس پر کوئی بحث نہیں ہو گی، آپ مہربانی کر کے کارروائی آگے چلنے دیں۔

**مولانا عبدالواحد صدیقی:**

سر! ہمیں یہ بتایا جائے کہ دو سمسٹر زگزگ رے ہیں ان کا کیا بنے گا؟ ان کا پورا ایک سال ضائع ہو رہا ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

جناب اسپیکر! ویسے نوٹس کا جو طریقہ کارہے اُس میں، میں اُس کا محکر ہوں۔ مجھے ویسے اُس پر بات کرنے کی دو، تین سوالوں کی اجازت ہے۔ لیکن میرا جو حق ہے وہ اپنے باقی ممبر ان کو دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ معاملات تمام اضلاع اور تمام علاقوں میں یکساں ہیں۔ یہ صرف ایک علاقے کا نہیں یہ مفادِ عامہ کا مسئلہ ہے، اس سے ہمارے تقریباً تیس سے پینتیس لاکھ نوجوان، ہمارے بچے اور بچیاں ہیں، انکا مستقبل وابستہ ہے۔ جو آج میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں، کل انہوں نے آنا ہے۔ تو میرے خیال میں جناب اسپیکر! آپ اس پر دس پندرہ منٹ مختلف سوال لے لیں۔ اور میں زمرک صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑا مفصل جواب دیا۔

زمرک صاحب! آپ ایک تکلیف کریں آپ یہ یقین دہانی کروادیں کہ یہ جو posts ہیں ایک ہزار، ڈیڑھ ہزار کے قریب vacant پڑی ہیں۔ یہ ایک سے ڈیڑھ مہینے میں پلک سروں کیش ان کو باقاعدہ announce کرے تاکہ یہ کالج میں تعینات ہوں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

ثناء بلوچ صاحب! rule میں توجہ دلا و نوٹس میں بحث کی اجازت نہیں ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** جناب والا! اس پر بحث نہیں ہو رہی سوال اور اس کے بعد کیونکہ توجہ دلا و نوٹس،

اسی لیے کسی معاملے پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ ----

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

پواسٹ آف آرڈر جناب اسپیکر! حکومتی اراکین سے میری تجویز یہ ہے کہ اس حوالے سے آپ سیکرٹری ہائر ایجنس کیشن سے کوئی میٹنگ arrange کریں، تاکہ اس پروہاں میٹنگ میں بیٹھ کر بات کریں کہ یہ BS پروگرام کہاں تک چلے گا کس طرح ہے یہ میری تجویز ہے۔ اگر آپ Monday کو ایک میٹنگ کاں کر دیں تو یہ اچھی بات ہوگی۔

**انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر یحکمہ زراعت):**

کیبینٹ میں ہماری بات کمل ہوئی ہے۔ اور یہ صرف ایک کانٹ کی بات نہیں ہے کہ میں BS تک ان کو مدد و رکھوں۔ ثناء صاحب سے بھی کہا ہے آپ سب سے بھی کہہ رہا ہوں کہ جتنے بھی کالجزو ہیں ہم دوبارہ اس پر بات کریں گے۔ اور یہی آپ کا جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے، اسکو ہم کیبینٹ میں اٹھائیں گے اور کیبینٹ میں اس پر تفصیلی بات ہوگی۔ جتنا بھی ہو سکے ہم اس پر کریں گے۔ اور پبلک سروس کمیشن کی بات ہوئی۔ ہماری کابینہ میں یہی بات ہوئی کہ پبلک سروس کمیشن کا process slow ہے ہم ان سے کہیں گے، ہدایات دیں گے کہ جلد از جلد جتنا ہو سکے تین مہینے سے زیادہ نہ ہو، ان پوسٹوں پر دیرینہ کرے۔ advertise کر کے اسکے ملیٹ اور انٹرویو زکال کرے اور ان پر appointments ہوں۔ ہم خود اس کوشش میں ہیں، آپ کے کہنے کے بغیر جناب اسپیکر! کابینہ میں ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے، ہمارے منسٹر ز صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، سلیم صاحب، ضیاء صاحب اور حشی صاحب۔ ان سب کو پوچھا ہے کہ ہم نے خود اسکو focus کیا۔ کہ پبلک سروس کمیشن پر پوچھنے نہیں جتنا بوجھ آ رہا ہے، ہمارے کمیشن کے کچھ ممبرز کی پوچھیں خالی ہیں اُنکو ہم fill کریں گے۔ اور اس کے ساتھ جتنی سپیڈ سے ہم جاسکتے ہیں ہم پبلک سروس کمیشن کو ہدایات جاری کریں گے، ہدایات کریں گے۔ گورنمنٹ جو بھی کر سکتی ہے request کر سکتی ہے، ہدایت کر سکتی ہے، جو بھی طریقہ کار ہوگا ہم اُنکے مطابق یہ کہیں گے کہ جلد سے جلد ان پوسٹوں کو fill کر دیا جائے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ اچکزئی صاحب۔ جی اس نویت کے سوالات اور جوابات پر بحث نہیں ہوگی۔ یہ صفحہ نمبر 35

پر لکھا ہوا ہے۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** پواسٹ آف آرڈر پر مجھے حق ہے۔ میرے خیال میں جس طرح ثناء بلوج نے کہا

اسی طرح اُس دن اس توجہ دلاؤ نوٹس کی میرے خیال میں آپ کے حکومتی ارکان اسہد بلوچ اور دوسرے دوستوں نے بھی حمایت کا اس لیے اعلان کیا کہ اس وقت جتنے بھی طالب علم مختلف کالجز میں پڑھ رہے تھے، اس نوٹیفیکیشن کے بعد ان کے پڑھنے کا سلسلہ رُک چکا ہے۔ تو وہ لوگ کسی نے 9 مینیسی نے ایک سال کسی نے 6 ماہ مختلف کالجز میں جو BS کی نئی classes شروع ہو چکی تھیں، وہ پڑھ رہے تھے اس وقت وہ رُک چکا ہے۔ جب تک آپ کی کابینہ اس کا فیصلہ کرے اُس وقت تک آپ اس نوٹیفیکیشن کو منسوخ کر دیں تاکہ وہ اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی میں اس میں ایک چیز اور بھی add کرنا چاہتا ہوں کہ اسی BS کی وجہ سے ڈگری کالج سریاب میں جو BS کی classes شروع ہوئی ہیں، ابھی انہوں نے وہاں third division کے جو اسٹوڈنٹس ہیں انکا ایڈمیشن وہاں روک دیا گیا ہے کہ ہمارے پاس classes نہیں ہیں۔ یہ ایک واحد کالج ہے ڈگری کالج کوئٹہ جہاں third division students کا وہاں داخلہ ہوتا تھا۔ اب ایسے آپ کو سینکڑوں لوگ ملیں گے اس وقت ان کی ڈگریاں ان کے ہاتھ میں ہیں لیکن ان کالجز میں third division کی وجہ سے ان کو داخلہ نہیں مل رہا۔ باقی صوبوں میں یہ third division کا سلسلہ میرے خیال میں ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے میری ایک گزارش ہے اس وقت چونکہ ایجوکیشن منسٹر، قائد ایوان خود ہیں، میرا مطالبه ہے کہ بلوچستان میں بھی third division holders کو ختم کیا جائے اور جو پرانے داخلے کا ضرور بندوبست کیا جائے کیونکہ ان کا بھی سال ضائع ہو رہا ہے۔ اور بہت سارے کالجز نے third division کے داخلے کو بھی بند کیا ہے۔ مہربانی۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ سوائے وہ رُکن جس نے توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہو، اُس کے علاوہ کوئی اور رُکن اُس پر بات نہیں کر سکتا۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

جناب اسپیکر! آپ اتنا rule by جب جارہے ہیں تو مجھے مجبوراً دوبارہ ہی آکے دھرانا پڑے گا۔ زمرک صاحب اپنے بھائی اپنے دوست سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح نصیر شاہوی صاحب نے ایک اچھی تجویز دی۔ کہ جب تک کیبنٹ میں بڑے اچھے deliberation کے بعد یعنی بحث و مباحثہ کے بعد اس پر کوئی حتمی فیصلہ نہیں آتا، برائے مہربانی پانچ چھ دن پہلے جو بھی ایک نوٹیفیکیشن سیکرٹری ہائز ایجوکیشن نے جاری کیا

ہے اُس کو منسوخ کر دیں۔ BS classes کی جن کا الجز میں جاری ہیں، وہ جاری رہیں تاکہ اپنی پڑھائی جاری رکھ سکیں اور جب تک کیبنٹ کا detailed decision نہیں آتا اور کیبنٹ اگر ہمیں اپوزیشن ادا کیں کے ساتھ بیٹھتی ہے، ہم بات کریں گے، نصر اللہ زیرے صاحب نے بھی کہا تو لہذا میرے خیال میں یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ ہم پھر اسکے بعد بحث ختم کر دیں گے۔ thank you.

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ۔

**انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر حکومت زراعت):**

جناب اسپیکر! اس طرح نہیں ہوتا کہ میں ابھی ادھران سے کہہ دوں کہ میں نوٹیفیکیشن جاری کروں گا۔ کس criteria کسی پالیسی کے تحت انہوں نے نوٹیفیکیشن جاری کیا ہے۔ ان کی تجویز آگئی ہیں میں سی ایم تک پہنچاؤں گا کل وہ آرہے ہیں ان سے کہہ دیں گے، وہ سیکرٹری ہائز ایجوکیشن کو بلائیں گے۔ اور جس طریقے سے وہ ہو سکے ان سے کروادیں گے۔ میں تو ابھی یہاں کوئی اعلان نہیں کر سکتا نہ میرے پاس یہ اختیارات ہیں اور نہ میں کر سکتا ہوں۔ ان کے ساتھ بھائیں گے، ثناء صاحب ہیں دوسرا ہیں وہ آنا چاہتے ہیں، سیکرٹری ہائز ایجوکیشن کو بلائیں گے وہ اپنی تجویز دے دیں اور جو بھی ان سے متاثر ہوئے ہیں اُن لوگوں کو بھی سینیں گے۔ یہ اختیارات میرے خیال سے ہمارے پاس ہیں نہ اسمبلی کے پاس نہ کسی اور کے پاس ہیں۔ اُن کو بلائیں گے کل آجائیں، کل ہی میں ان کو یہ surety دیتا ہوں کہ سی ایم کے ساتھ بیٹھتے ہیں، ہائز ایجوکیشن کے سیکرٹری کو بلا تے ہیں جو بھی صحیح طریقہ کار ہوا، جو بھی پالیسی اور criteria کے تحت ہے ان سے کروادیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ اچکزئی صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:**

ٹھیک ہے اب یہ بات ختم ہو گئی۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں بلوچستان میں ایک بہت ہی chronological issue ہے۔ بلوچستان میں 70 سالوں سے بلوچستان کی پسمندگی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان کو اس کا share due یا اس کا جائز حق آئیں کے تحت نہیں ملا ہے۔ اور بالخصوص اب آئیں کے 38 sub article

جناب قائم مقام اسپیکر: ثناء صاحب! ابھی تک کارروائی جاری ہے اس پر بعد میں بات کریں گے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

سر! وہ کارروائی تو ختم ہو گئی یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یہ میں بھلی کے مسئلے پر آیا ہوں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

ابھی تک کارروائی جاری ہے۔

**وزیر حکومتہ زراعت:**

پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر! میں آپ کے through request کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی کارروائی ہو گئی، point of public importance، یہ سب سے آخر میں آتا ہے زیر پوائنٹ پر آپ بات کر سکتے ہیں۔ لیکن پہلے یہ کارروائی کامل ہو جائے اس کے بعد جو بھی، ہم جتنا وقت لیں اُس پر بات کریں گے۔ لیکن اس طرح ہماری ساری کارروائی متناہر ہو گی۔ قرارداد ایں بھی آرہی ہیں، توجہ دلاؤ نوں بھی ہے، تحریک التوابجی ہے۔ تو براہ مہربانی پوائنٹ آف آرڈر پر کارروائی کے دوران اجازت نہیں دی جاسکتی۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

صحیح ہے اچکزائی صاحب۔ حکومتی موقف آنے پر توجہ دلاؤ نوں کو منٹایا جاتا ہے۔

ملک سلطان ترین، سابق صوبائی وزیر کو اپنے بکش تشریف لانے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

**جناب ملک سکندر ایڈ ووکیٹ صاحب!** آپ اپنے توجہ دلاؤ نوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

**ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ:**

جناب اسپیکر! بڑے افسوس سے کہوں گا کہ آج کے اس اہم توجہ دلاؤ نوں پر جس کا باقاعدہ نوں گورنمنٹ کو دیا گیا ہے اور بلوچستان کی منسٹری آف حج و اوقاف یا اس کے جو بھی ذمہ داران ہیں، ان کا فریضہ تھا کہ وہ آج اس نوں کے بارے میں جواب ثیبل کرتے۔ اتنا اگر اس طریقے سے بے حسی کا معاملہ چلے گا، تو ہم بیہاں نہ کسی کی آواز کہیں پہنچائیں گے نہ کسی کا مداوا کریں گے اور نہ ہی ہم کسی کا حق دلانے کے قابل رہیں گے۔ ہم سب کو پتہ ہے جو اس ایوان میں ہمارے معزز زار اکیلن تشریف فرمائیں کہ بلوچستان میں جماجم کرام کے ساتھ جو ظلم اس دفعہ ہوا ہے اگر کسی اور صوبے کے ساتھ اس طرح ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام جماجم کرام کو جو زحمت پہنچائی گئی ہے یا جو اذیت دی گئی ہے، اُس کا اُن کو معاوضہ بھی ملتا اور جو لوگ اسکے responsible ہوتے اُنکے خلاف کارروائی بھی ہوتی۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے جماجم کرام کا آپ موازنہ کریں، کراچی آنے کے بعد اُن کے لیے اگلا شیدول نہیں رکھا گیا ہے۔ ایئر پورٹ پر جماجم کرام احتجاج

کرتے رہے، گھنٹوں بیٹھ رہے، اُس کے بعد ان سے کہتے تھے ”کہ جی! آپ اپنا کوئی ارجمند کر لیں آپ بسوں میں جائیں، آپ کوئی ٹوڈی پکڑ کے جائیں، ہم آپ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔“ سرکار نے پورے پیسے لیے لیکن اُسکے باوجود حاجج کولاوارث کراچی پورٹ پر چھوڑ دیا گیا۔ جب طویل انتظار کے بعد وہ ایک جہاز میں آئے اور ان کا پورا سامان تمام حاجج کرام کا وہ کسی دوسرے جہاز میں۔ یہاں ان کے عزیز واقارب ان کو receive کرنے کے لیے آئے۔ چونکہ سامان نہیں ہیں، حاجی صاحب بھی کوئی ایئر پورٹ پر بے سرو سامان بیٹھ رہے اور ان کے جو عزیز آئے تھے، وہ بھی انتظار کرتے رہے اتنی اذیت کیوں دی گئی؟ جبکہ بلوچستان کے دوسرے حصوں میں کراچی کے ایئر پورٹ پر، سندھ کے حاجج آتے تھے اور وہاں سے اُنکے عزیز واقارب انکو لیکر جاتے تھے۔ لاہور، اسلام آباد، ملتان، حتیٰ کہ رحیم یار خان کے حاجج کو بھی رحیم یار خان ایئر پورٹ پر اتارتے تھے اور وہاں سے وہ اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔ یہ جو ظلم جو نارواسلوک ہوا ہے اسکا آج ہمیں جواب ملنا چاہئے تھا۔ کم پر اونسل گورنمنٹ جو منسٹری آف حج و اوقاف ہے اُنکو فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ کرنا چاہئے تھا اور ان کا جواب یہاں آنا چاہئے تھا۔ اب اس ظلم کے بعد ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ جو اذیت بلوچستان کے حاجج کرام کو دی گئی ہے اُسکا معاوضہ دیا جائے اور جو لوگ اس غفلت میں ملوث رہے ہیں ان کو سزا دی جائے۔ اب چونکہ ہماری طرف سے، کیونکہ اُنکی طرف سے تو کوئی موقوف نہیں آ رہا۔ تو میں عرض کروں گا جناب اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے کہ کوئی تو اس اہم مسئلے اس ظلم کی طرف اشارہ بھی کریں۔ جو ہمارے لوگوں کے ساتھ اگر ظلم ہوتا ہے اگر ہمارے لوگوں کے ساتھ نارواسلوک کیا جاتا ہے ہمارے لوگوں کو اگر لاوارث سمجھا جاتا ہے تو پھر اس اسمبلی میں ہم سب کا بیٹھنا یا یہ آواز اگر کسی جگہ پر نہیں پہنچائی جاتی ہے تو بے سود ہے۔ میں امید رکھوں گا کہ سرکار کی طرف سے اس سلسلے میں ٹھوس بات ہوگی۔ شکریہ۔

### جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ ملک صاحب! چونکہ وفاقی سیکریٹری مذہبی امور کا تباولہ ہو گیا ہے لہذا توجہ دلاو نوں کا جواب اب تک موصول نہیں ہوا ہے۔ جی زمرک خان۔

### انجینئر زمرک خان اچکزی (وزیر حکومت زراعت):

شکریہ اسپیکر صاحب۔ جو توجہ دلاو نوں ملک سکندر صاحب کی طرف سے آیا ہے بالکل یہ حقیقت پرمنی ہے۔ اور ایسی بات نہیں ہے کہ ہمارے حاجج کرام کے ساتھ ظلم نہیں ہوا ہے، شاید اُنکے نوں میں ہو ہماری گورنمنٹ نے بھی اس پر بات کی ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ سے بات کی جو ہمارے ساتھ ہوا ہے کیونکہ میں خود گیا

تھا اسکا میں خود گواہ ہوں کہ ائیر پورٹ پر حاجی نواز صاحب ہمارے ساتھ تھے۔ جو ٹرینک جام تھی جو سسٹم تھا ہم نے ائیر پورٹ کا بھی سسٹم دیکھا میرے خیال سے جو main چورگی ہے وہاں سے ہم پیدل گئے ان کا سارا نظام ڈر بدر تھا۔ اس میں سب سے زیادہ involve پی آئی اے، شاہین اور ایئر ملیو ہے۔ میرے خیال سے شاید یہ سلسہ کورٹ تک بھی چلا گیا ہے۔ اور اس پر ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے نوٹس لیتے ہیں کہ شاہین ایئر لائن کو خاص کر انہوں نے نوٹس جاری کیا ہے کہ جتنے بھی لوگ اذیت میں مبتلا ہیں، ان کے وہ کرائے بھی واپس کر دیئے جائیں۔ اور اس پر ہماری گورنمنٹ نے صرف اتنا ہم نے کیا ہوا ہے کہ ہم نے نسی ایم صاحب سے بات کی تھی کہ ہم نے اُس کو کابینہ میں نہیں اٹھایا، نہ ہم نے اسمبلی میں اس پر بات کی۔ first time اس پر آپ نے بات کی۔ میں نے خود بات کی کہ یہ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے، یہ میں نے یہاں تک کہا ہے کہ ہمارا آپ کا ائیر پورٹ جو کوئی نہ کا ائیر پورٹ ہے شاید آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ اس کا کیا سسٹم ہے۔ ائیر پورٹ اس طرح بننا ہوا ہے اُس میں بالکل خراب material استعمال ہوا ہے۔ یہ ہمارے لیئے شرم کی بات ہے انکے سارے واش رومز بند پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے ائیر پورٹ کا جو نکسٹر کشن ہے، میں نے کہا کہ کم از کم اُس کنٹریکٹر کو بلا یا جائے۔ پونکہ یہ فیڈرل ایشور ہیں جو واقف، ائیر پورٹ، یہ فیڈرل کے ہیں۔ میں نے کہا کہ کم از کم وفاق سے بات کی جائے اور یہ جو ہمارے حاجیوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ہمارے ائیر پورٹوں کا سسٹم ہے جو ٹرینک کا نظام ہے اسکو تو کم از کم ٹھیک کیا جائے۔ تو ملک صاحب! انشاء اللہ اس پر ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ساتھ چلیں گے۔ اور جو بھی ہمارے نقصانات ہوئے ہیں ہمارے حاجیوں کو جو بھی تکلیف پہنچی ہے، چاہے وہ ذہنی ہو، چاہے وہ مالی ہو انشاء اللہ یہ ہماری demand ہو گی۔ چاہے وہ کورٹ کے through ہو، چاہے ہماری اسمبلی کے through ہو، چاہے ہماری کابینہ کے through ہو، ہم وفاق سے رابطہ کریں گے اور ان کا جواز الہ ہو سکے ہم وہ کریں گے۔ اور اس پر انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ اچنڈی صاحب، جی ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

شکریہ اسپیکر صاحب! زمرک خان نے بڑا اچھا ہمدردانہ موقف اٹھایا ہے اللہ کرے اسکا کوئی نتیجہ نکلے۔ میں صرف ایک وضاحت کرتا ہوں، کہ یہ جو ظلم ہوا ہے، اور جو سرکاری کوٹھ پر گئے ہیں ان جماں کرام کے ساتھ زیادہ ظلم ہوا ہے۔ اس لیے اسکا تو سرکار ذمہ دار ہے ایئر لائنز کی بات کی جائے وہ زیادہ ذمہ دار نہیں ہیں۔

یہ سرکار کی ذمہ داری تھی کہ انکو facilities provide کرتی۔ یہ چیز ہونی چاہئے۔ thank you

جناب قائم مقام اپیکر:

شکر یہ ملک صاحب! آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس کو دوبارہ take-up کیا جائے گا جب تک حکومت کی جانب سے موقفہ پیش نہیں ہوتا۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی:

میر نصیب اللہ مری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

میر عبدالرؤف رند صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

جناب عبدالحالق ہزارہ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب نے بیرون ملک جانے کی باروں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

سردار یار محمد رند صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب قائم مقام اپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

سید فضل آغا صاحب نے بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب قائم مقام اپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

بابور حیم مینگل صاحب نے بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب قائم مقام اپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

ڈاکٹر ربانہ خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب قائم مقام اپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**جناب نصراللہ خان زیرے صاحب!** آپ اپنی قرارداد نمبر 1 پیش کریں۔

**قرارداد نمبر 1**

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

قرارداد یہ ہے، ہرگاہ کہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ صوبہ عرصہ دراز سے خنک سالی کا شکار ہے، جس کی بنا زیرزمیں پانی کی سطح روز بروز بیچے گرتی جا رہی ہے جواب تک ایک خطرناک صورتحال اختیار کر چکی ہے۔

جبکہ دوسری جانب یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صوبہ کی 75 فیصد آبادی کا انحصار زراعت اور گلہ بانی پر ہے۔ خشک سالی کے باعث صوبہ کی زراعت اور گلہ بانی تقریباً ختم ہونے کو ہیں۔ اور اس کے اثرات کو میا ختم کرنے کے لیے نئے ڈیموں کی تعمیر اشد ضروری ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ صوبہ کے مختلف اضلاع میں تعمیر کردہ ڈیزیز جن میں بُرج عزیز خان، گریشہ، خضدار، ہلک ڈیم اور دریائے ژوب شامل ہیں، کے مقامات پر فوری طور پر نئے بڑے ڈیزیز کی تعمیر کیلئے عملی اقدامات کرتے تاکہ زیریز میں پانی کی سطح کو مزید نیچے گرنے سے بچایا جاسکے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

قرارداد نمبر 1 پیش ہوئی۔ کیا محک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جناب اسپیکر! یہ قرارداد میرے خیال سے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ جناب اسپیکر! اگر آپ ماخی قریب میں جائیں تو ہمارا صوبہ ایک بہت ہی خطرناک خشک سالی اور قحط سالی سے گزرائے۔ 1997ء سے 2005ء تک پورے صوبے میں قحط کا سماں رہا اور اس دوران جناب اسپیکر! ان آٹھ سالوں میں کم از کم 45 لاکھ چھلدار درخت عموم نے لوگوں نے، زمینداروں نے کاٹ دیئے۔ اس دوران ہمارے صوبے کی جو مال مویشی، livestock کی میں بات کروں گا۔ وہ اُس وقت ایک کروڑ 25 لاکھ میں سے 75 لاکھ مال مویشی مر گئے اور اس دوران کوئی 5 ہزار ٹیوب ویل خشک ہو گئے اور اسی طرح 3 ہزار سے above کاریزات جو ہمارے صوبے کی تھیں جن پر ہمارے زمینداروں کا انحصار تھا، وہ خشک ہو گئیں۔ اسی طرح 3 ہزار سے زائد چشمے خشک ہو گئے۔ اگر ہم اُس وقت کا تجھیں لگائیں تو ہمارے عوام، ہمارے زمینداروں اور ہمارے مال مویشی والے مالدار لوگوں نے تقریباً چھ سوارب روپے کا نقصان اٹھایا ہے۔ اور پھر بعد میں صرف 2006-07ء تک 2 سال یہاں کچھ معمولی بارشیں ہوئیں، اُس کے بعد 2007ء سے اب تک مسلسل ایک دفعہ پھر یہاں خشک سالی ہے۔ اور جو alarming position ہے کہ ماحولیات کا جو ہمیں global طور پر بتایا جا رہا ہے کہ آنے والے سالوں میں بھی شاید بارشیں نہ ہوں۔ تو اس وجہ سے جو صورتحال ہے اس صورتحال میں ہمیں، جس طرح قرارداد میں میں نے ذکر کیا ہے ہمیں نئے ڈیزیز کی ضرورت ہے۔ اور جناب اسپیکر! اگر آپ منگلا اور تریلہ ڈیزیز کے storage کا آپ لے لیں، 12.05 میلین ایکڑ فٹ وہاں پانی جمع ہو رہا ہے اور سالانہ کوئی 14.00 میلین ایکڑ فٹ سیلانی پانی ہم ضائع کر رہے ہیں۔ اسکے لیے ہمارے پاس کوئی پروگرام نہیں ہیں۔ وفاقی حکومت کو ہم

نے بارہا یہ 1990ء سے اس وقت تک ان 28 سالوں میں جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں، سب نے وفاق سے مطالبہ کیا تھا ”کہ آپ ہمارے صوبے کے جو آنے والے اوقات ہیں، جو خشک سالی اور قحط سالی کا ہم سامنا کریں گے اُسکے لیے آپ مہربانی کر کے یہاں ڈیزیر بناؤ میں یہاں جنگلات لگائیں۔ بہت سارے ہمارے یہاں مقامی جیسا صنوبر اور دوسرے جو ہمارے species ہیں، ان کو آپ اگائیں تاکہ ہم ان قحط سالیوں سے بچ سکیں،“ لیکن جناب اسپیکر! آپ نے دیکھا کہ ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ اور ہمارے پاس جو قابل کاشت رقبہ ہے جو ہم کاشت کر سکتے ہیں وہ کم 2 کروڑ 80 لاکھ سے زیادہ ایکڑز میں ہیں کہ ہم اُس پر کاشت کر سکیں گے۔ لیکن اس وقت ہمارے پاس جوزیری کاشت زمین ہے اور آپ کا جو command indus ہے جس میں آپ کا نصیر آباد غیرہ آتا ہے، اُس کو ملا کر کے تمام صوبے میں 25 لاکھ ایکڑز میں ہماری زیر کاشت ہے۔ تو ایک جانب اگر ہمارے پاس capacity ہے اتنی زمین ہمارے پاس ہے لیکن اُسکے لیے ہمارے پاس کوئی بندوبست نہیں ہے نہ ہمارے پاس ڈیزیر کے لیے کوئی پروگرام ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ کم از کم ہمیں اس مد میں کوئی ایک ہزار ارب روپے کی ضرورت ہے۔ وفاقی حکومت اس سلسلہ میں اقدامات کرے۔ اگر انہوں نے اقدامات نہیں کیئے تو آپ یقین کریں کہ یہاں سے migration کر جائیں گے۔ آپ کا پورا ذوب سے خپدار تک یہ بیٹ، فلات کوشامل کر کے آپ کا پیش، قلعہ سیف اللہ اور لوار الائی، یہ تمام علاقے جن کا درود مدار agriculture یا پھر livestock پر ہے۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ یہاں سے migrate کر کے جائیں گے۔ تو میری گزارش ہے کہ جو آنے والا NFC award ہے، شاید آنے والے مہینوں میں اُسکا انعقاد ہو سکے۔ اُس میں آپ کو ہمارے صوبے کی water policy کے لیے کم از کم اضافی رقم رکھنا ہوگی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں بہت سارے دوست جن کا agriculture سے تعلق ہے، ڈیزیر کی اہمیت کے حوالے سے اُنکو پتہ ہے، وہ اس قرارداد کی حمایت کریں گے۔ میں حکومتی benches سے بھی اپیل کروں گا کہ چونکہ اس قرارداد کا تعلق پورے صوبے سے ہے تو وہ بھی اس کو منظور کرنے میں ہماری مدد کریں گے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکر یہ۔ جی زمرک خان صاحب۔

**انجینئر زمرک خان اچکزئی:** شکر یہ جناب اسپیکر! نصر اللہ خان زیرے صاحب نے جو قرارداد پیش کی

ہے حقیقت میں میں بحثیت اگر لیکھ منظر، مجھے تو صورتحال کا اندازہ بھی ہے اور میں نے اس کو study بھی کیا ہے اور اس پر briefing بھی لی ہے۔ زراعت کے حوالے سے ہمارے حالات بہت خراب ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ قدرت کی طرف سے ہمارے صوبے میں بارش نہیں ہوتی۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے جتنے بھی زمیندار ہیں وہ اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اور ہمارے جو ٹیوب ویلز ہیں، پانی کا لیول روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ اور جہاں تین سو یا چار سو فٹ پر پانی مستیاب تھا، ٹیوب ویل یا بوراگ کر، آج وہاں پانی 800، 900 فٹ پر ہے۔ اور ایسے areas بھی ہیں میں اپنے قلعہ عبداللہ کی بات کروں تو ہمارے ایریے میں اندر گرا اؤڈ پانی ختم ہوا ہے۔ اور اس پر ہم نے تجویز بھی دی ہیں جو انہوں نے ایک ہزار ارب روپے کا کہا ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ ہمیں 120 ارب روپے دیئے جائیں تو پورے بلوچستان کی زراعت کو ہم بچاسکتے ہیں زمینداروں کو facilitate کر سکتے ہیں۔ اور ان کی جو بھی زمینداری ہے، ہم اُس کو بچانے کی کوشش کریں گے۔ اگر لیکھ منظر ہمارا provincial subject ہے فیڈرل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ڈیمز کے حوالے سے جو انہوں نے بات کی ہے۔ ڈیمز ہم بنائیں گے، ہمارے پاس areas ہیں جہاں ہمارے دس سے بارہ فیصد لوگ زیر میں پانی کو استعمال کر کے اپنی زراعت کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پچاس فیصد زراعت بارانی پانی سے ہوتی ہے، کوئی پندرہ سے اٹھارہ فیصد جو ہمارا نہری نظام ہے۔ سات سے آٹھ لاکھ ایکڑ زمین جس کو کاشت کرتے ہیں۔ ہمارا کچھی کینال یا وہاں انڈس جو بھی آتا ہے نصیر آباد ڈویژن میں۔ لیکن ہم ان کو کیسے بچانے کی کوشش کریں گے؟ ان کا طریقہ کاریہ ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے ڈیمز بناؤں جس میں چیک ڈیمز چھوٹے ڈیمز ہوتے ہیں۔ اُس سے نزدیک جتنی بھی زمین ہے اُس کو re-charge کر کے پانی ان کو ملنا پاہئے۔ ہمارا یہ ہے کہ زراعت کو بچانے کیلئے آپ کو یہ تجویز دے سکتا ہوں کہ ہم آپ میں فارمنگ کریں۔ ہم اس طرح سے ایک ہی ایکڑ پر میں ایکڑ کی پیداوار لے سکتے ہیں۔ ہم dip agriculture system کو متعارف کروادیں۔ مطلب ایک زمین کو آپ جتنا پانی دے سکتے ہیں، اُس کا میں فیصد کم کر کے انکو دے دیں۔ ہمیں bubbler system جہاں پائپ کے ذریعے وہ درخت کی مخصوص جگہ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں، اُس کو کر لیں۔ ہمیں وہ پھل لگانا چاہئے جس سے کم پانی سے زیادہ پیداوار زیادہ آمدن دے سکیں۔ جس میں زیتون، پستہ، سیب اور دوسری چیزوں کو۔ پانی تو ختم ہو رہا ہے میری جو ایک سوچ ہے اگر لیکھ منظر کے حوالے سے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے بلوچستان میں ہم زمینداروں کو۔ ہمارے نصیر شاہوی صاحب بیٹھے ہیں، ان کا اس فیلڈ میں بہت بڑا تجربہ ہے ہم نے ان کے ساتھ میٹنگ بھی کی ہے اور ہم نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے۔ اُس کمیٹی

میں پانچ ممبر زمزیندار ایکشن کمیٹی کے ہیں اور اس میں ہمارا سیکرٹری ایگر یکچھ، سیکرٹری قانون اور سیکرٹری فناں ہونگے۔ اور اُس میں میں ہوں میری چیئرمین شپ میں ہم جائیں گے کامرس کے ساتھ جو ہماری ایکسپورٹ، ایکسپورٹ ہو رہا ہے اُس میں ہمارے زمینداروں کو نقصان ہو رہا ہے۔ جو ایران یا افغانستان سے آتا ہے جہاں سے فروٹ آتا ہے ہمارا یہاں سیزن پنچ جاتا ہے۔ جب ہمارے زمینداروں کو کچھ مانا شروع ہو جاتا ہے جب اُن کے ٹماٹر، سیب، انگور وغیرہ جو بھی سبزیاں یا فروٹ ہوتے ہیں اُس وقت تک جب پنچ جاتے ہیں اُن کو اچھی قیمت مانا شروع ہو جاتی ہے۔ جب ایران یا افغانستان سے ایکسپورٹ شروع ہو جاتا ہے تو یہاں ہماری قیمتیں گر جاتی ہیں۔ کیونکہ ایرانی کرنی اتنی گری ہوئی ہے کہ وہاں بہت کم قیمت پر وہ چیز آپ کو ملتی ہے جو یہاں آپ کو ملتی چاہئے۔ وہاں اُن کا سودا ہوتے ہیں جو بھی ہمارے کاروباری لوگ ہیں یہاں ہمارے زمینداروں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس پر ہم نے focus کیا ہے ہمارے ساتھ نصیر شاہو افغانی صاحب ہیں ہم ان کے ساتھ ملکر، ہمارے جتنے بھی ہم سب زمیندار یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم مل کر جو ڈیمز کا issue ہے۔ نصراللہ زیرے صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ آپ کی جوز زمیندار ایکشن کمیٹی کے ساتھ ہم سب مل کے، ہم ڈیمز کے حوالے سے جو چھوٹے ڈیمز ہوں، چاہے بڑے ڈیمز ہوں، چاہے اس پر بن سکتے ہیں۔ بلوچستان کو پہلے بھی انہوں نے ignore کیا ہوا ہے۔ میں تو ان سے یہ بھی کہتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ نے اس پر کیا کارروائی کی ہے؟ پانچ سال میں اس پر کچھ بھی نہیں ہوا ہے ایگر یکچھ پر کچھ بھی نہیں ہوا ہے اس کو focus بھی نہیں کیا گیا ہے۔ ہمارے جو حقوق ہیں ہمیں فیڈرل سے ملنے چاہیں، ہم نے اُس پر بات ہی نہیں کی ہے، ہم نے وہ حقوق حاصل نہیں کیے جو ہمیں ملنے چاہئے تھے کسی بھی سیکٹر میں ہوں۔ ہم یہ کوشش کریں گے کہ انشاء اللہ، ایگر یکچھ سب سے ٹاپ پر ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے ہماری ایکوکیشن ہے، ہمارا پانی ہے۔ لیکن ہمارے 75 سے 80 فیصد لوگوں کا دارو مدار زراعت پر ہے۔ وہ اپنی زندگی اپنے بچوں کا پیٹ یہی زراعت اور یہی سبزیوں اور یہی پھلوں کو مارکیٹ میں بیج کے پالتے ہیں اور پورا سال اس کیلئے انتظار کرتے ہیں۔ وہ کاشت کرتے ہیں اگلے سال اُن کو اُن کا حاصل ملتا ہے۔ لیکن جب بارش نہیں ہوتی ڈیمز نہیں ہیں پانی نیچے چلا گیا ہے تو اس سسٹم میں اگر آپ اسمبلی ساتھ دے گی انشاء اللہ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک سو بیس ارب روپے پورے بلوچستان کے لئے کافی ہیں۔ اس سے ہم چھوٹے ڈیمز بنائیں گے جو نیا سسٹم ہے میں نے پہلے کہا کہ ہمارے جو dip irrigation system ہے، ٹنل فارمنگ ہے۔ اور وہ پھل جو ہم لگانا چاہتے ہیں اس پر کام کریں گے تو انشاء اللہ ہم زراعت کو بچاسکتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح کہہ رہے ہیں کہ ہمارا بہت سا پانی ضائع

ہورہا ہے وہ دریاؤں میں بہہ رہا ہے۔ اس پر ہم ڈیم بنائیں اور اس پانی کو ہم بچت کر لیں تو انشاء اللہ ہم کچھ ترقی کر سکتے ہیں۔ اور ان کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں اور اس پر انشاء اللہ آگے چل کے ہم اس پر کام کریں گے۔ thank you

جناب قائم مقام اپیکر:

شکریہ۔ جی خیاء صاحب۔

میر خیاء اللہ لانگو:

بہت شکریہ جناب اپیکر! نصراللہ وزیرے صاحب نے بہت اچھی قرارداد پیش کی ہے۔ یہ ہمارے علاقے کے لوگوں کے مفاد میں ہے۔ لیکن اس کی long term policies آج آیا ہوں، صرف اسی وجہ سے کہ عوام کیلئے، کیونکہ عوام نے ہمیں بہت تنگ کیا ہے، خاص کر زمینداروں نے کہ پورا سال وہ اپنے گھر کو قرض پر چلاتے ہیں۔ واپڈا کی مہربانی سے ان کے اوپر جو بجلی کے اخراجات آتے ہیں وہ نان شبینہ کے بھی محتاج ہو گئے ہیں۔ ابھی آلو پیاز کا سیزن ہے ایران اور افغانستان سے بہت بڑی تعداد میں پیاز اور آلو آ رہے ہیں۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اپیکر:

شکریہ۔ کیا حکومتی پنج اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں؟ آیا قرارداد نمبر ایک کو منظور کیا جائے؟

قرارداد منظور ہوئی

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 2 پیش کریں۔

## قرارداد نمبر 2

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

شکریہ جناب اپیکر! ہرگاہ کہ حکومت کی جانب سے بھلی کی قیمتوں میں حالیہ بے تحاشہ اضافے نے گھریلو صارفین کے نہ صرف دل ہلا کر رکھ دیئے ہیں بلکہ انہیں مفلوج بھی کر دیا ہے۔ اب بھلی کے ایک یونٹ کی قیمت 5 روپے 79 پیسے مقرر کی گئی ہے۔ اس پر مزید ظلم عظیم یہ ہے کہ ایک سے 100 یونٹ تک فی یونٹ کی قیمت 5 روپے 79 پیسے، 100 یونٹ سے 200 یونٹ تک 8 روپے 11 پیسے، 300 یونٹ تک فی یونٹ 10 روپے 20 پیسے مقرر کی گئی ہے۔ نیزاً اگر گھریلو صارف 700 یونٹ استعمال میں لاے میں تو فی یونٹ 14 روپے 12 پیسے اور اگر 1000 یونٹ استعمال میں لاے میں تو فی یونٹ 16 روپے 12 پیسے کے حساب سے فی یونٹ

ادائیگی کرنا پڑے گی۔ جبکہ دنیا کا مسلمہ قاعدہ اور تجارت کا طے شدہ اصول یہ ہے کہ زیادہ اشیاء کی خریداری پر قیمت خرید کم کر دی جاتی ہے۔ لیکن اسکے عکس ملک میں زیادہ بل پر قیمت بڑھادی جاتی ہے جو سراسر زیادتی و ظلم کے متاثر ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ بھلی کے حالیہ بے تحاشہ اضافہ واپس لے اور پرانی قیمتیں بحال کرے۔ تاکہ ملک اور صوبہ کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساسِ محرومی کا خاتمہ ممکن ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

قرارداد نمبر 2 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ:

جناب اسپیکر! یہ ایک عجیب منطق ہے بھلی کے بلوں کی ادائیگی سے متعلق اور بل کے impose کرنے کے متعلق۔ جناب اسپیکر! میں نے ایک شیدول بنایا ہے جو آج تمام اراکین کی ٹیبل پر ہے۔ جناب اسپیکر! 100 یونٹ تک 5 روپے 79 پیسے، یہ تو اس کی قیمت ہوئی۔ اگر 100 یونٹ پورے ہو جائیں تو فی یونٹ 5 روپے 79 پیسے چارج ہوتے ہیں۔ لیکن پھر آپ آگے دیکھ لیجئے گا کہ اس پر FC یعنی financial cost یہ 43 روپے وصول کئے جاتے ہیں، یہ extra cost ہے جناب اسپیکر! بل تو آگیا 100 یونٹ کے 5 روپے 79 پیسے کے حساب سے۔ لیکن جب اس میں 43 روپے un-due cost لگایا جاتا ہے پھر اس کی قیمت بڑھ کر 6 روپے 32 پیسہ ہو جاتی ہے۔ آگے ملاحظہ فرمائیں کہ اس پر GST ( جزء سیل ٹکسٹ) 17% ہے، 107 روپے اس پر مزید چارج کیا جاتا ہے۔ ED (الائکٹرک ڈیوٹی) 1.5% اس کے پیسے 16.8 بنتے ہیں۔ ٹی وی فیس ہے ٹھیک ہے۔ اول تو یہ ہونا چاہئے کہ ٹی وی۔ لیکن ہمارے لوگ بھی اپنی طرف سے ٹی وی کو بھی چھپاتے ہیں۔ چاہے جو یہ ٹھیک چلاتا ہو، چاہے دیہاڑی (روزانہ) جو بھی ہے۔ جس نے کبھی ٹی وی دیکھا نہیں ہے اُس پر بھی ٹی وی کی فکس فیس 35 روپے ہی بھی چارج کیا جاتا ہے۔ اور پھر جناب اسپیکر! یہ نیلم چہلم کا ایک چارج ہے کس زمانے کا ہے اب بھی یہ چارج ہوتا ہے لوگوں سے وصولی کی جاتی ہے۔ اس طرح 5 روپے 79 پیسے سے یعنی یونٹ 7 روپے 82 پیسے بن جاتا ہے۔ تو یہ ایک ایسا ظلم ہے جس کو دیکھا بھی جائے، جس کا تدارک بھی ضروری ہے۔ جناب اسپیکر! اگر کوئی گھر یو صارف 200 یونٹ تک بھلی استعمال کرتا ہے تو 5 روپے 79 پیسے کی بجائے 8 روپے 11 پیسے فی یونٹ چارج کئے جاتے ہیں۔ اب تمام دنیا کا ایک اصول ہے کہ اگر زیادہ مصرف آتا ہے یا زیادہ consume ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ اُس پر 5 روپے 79 پیسے

سے کم ہونا چاہئے۔ لیکن یہاں 8 روپے 11 پیسے۔ پھر اس پر FC چارجز 86 روپے 254 روپے GST لگتا ہے ED چارجز 20 روپے 85 پیسے پھر ڈی وی فیس 35 روپے اور نیلم جہلم چارجز، یہ پہلے تو 10 روپے تھے 100 یونٹ تک جو بھلی consume کرے، لیکن بدقتی سے جس نے 200 یونٹ خرچ کیئے تو اس کو 20 روپے نیلم جہلم چارجز، کس زمانے کا ہے اور اب بھی اس کے چارجز وصول ہو رہے ہیں۔

net-amount یہ 390 روپے سے 1805 روپے بن جاتے ہیں۔ اور 9 روپے 3 پیسے per-unit چارجز۔ 8 روپے 11 پیسے سے یہ سارے چارجز لگا کر 9 روپے 3 پیسے بنتے ہیں۔ تو اس سے آگے ظلم ملاحظہ فرمائیے گا کہ اگر کوئی 300 یونٹ صرف کرتا ہے تو اسکے کیا چارجز پڑتے ہیں۔ 10 روپے 20 پیسے، 100 تک 5 روپے 79 پیسے اور 300 خرچ کیئے تو یہ 10 روپے 20 پیسے per-unit اور اس کے 2664 روپے بنتے ہیں۔ اس پر FC ہے 129 روپے GST ہے 481 روپے پھر ED وہ بڑھ کر 39 روپے 96 پیسے بن جاتے ہیں ڈی وی فیس اور نیلم جہلم جا کے 30 روپے میں پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح 2664 روپے وہ net amount ہے اور جو payment کرنی ہے 3378 روپے سے ہے اس کا documents تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سے اگلا 700 یونٹ تک اگر خرچ کیا جائے تو اسکا 14 روپے 12 پیسے فی یونٹ آ جاتا ہے، 8606 روپے بنتے ہیں۔ اور پھر اسی میں ایک نیا ٹکس آ جاتا ہے 13 روپے 16 پیسے کا، یہ TR ٹکس ہے۔ 700 یونٹ مصرف میں لانے کے بعد یہ پیسے بھی جسے consumer نے ادا کرنے ہیں بغیر کسی وجہ سے پھر وہی فناشل کا سٹ 301 روپے تک چلا جاتا ہے اور یہ بل 10225 روپے کا بن جاتا ہے۔ پھر اس پر جی ایس ٹی 1760 روپے لگتا ہے اور ED ڈیوٹی 130 روپے 62 پیسے ڈی وی فیس 35 روپے اور نیلم جہلم 70 روپے اس میں لگتا ہے۔ اور غریب بندے کو 8608 کے بجائے 12220 روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ تو اس طرح ہزار یونٹ کا آپ ملاحظہ فرمائیں تو اس سے وہ بے تحاشہ زیادہ ہو گا۔ last document جو میں نے next کیا ہوا ہے یہ 5 روپے 79 پیسے سے 16 روپے 12 پیسے تک پہنچ گیا پھر اس پر باقی سارے taxes کے سامنے عرض کیا یہ 14720 سے 20317 بن جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کو دیکھا جائے میں کسی کارخانے کی بات نہیں کرتا نہ میں کسی دوسرے ایسے جہاں سے لوگ منافع لیتے ہیں یا انڈسٹریز کی بنیاد پر بھلی صرف کرتے ہیں ان کی بات کرتا۔ میں صرف اور صرف اس غریب گھریلو صارف کی بات کرتا ہوں جو انہائی کم اجرت میں اپنے گھر کا خرچ چلاتا ہے۔

اور اگر اسکے ساتھ اس قسم کا فلم کیا جائے تو پھر اسکی کیا کیفیت ہو گی؟ بلوچستان سب سے پسمندہ صوبہ ہے۔ دوسرے صوبوں میں تو انڈسٹریز ہیں لوگ کسی نہ کسی جگہ adjust ہو جاتے ہیں۔ یہاں بلوچستان گورنمنٹ سروں میں کتنے لوگ ہیں؟ وہ ہم سب کو پتہ ہے انڈسٹری تو ہے نہیں بنس سے کتنے لوگ وابطہ ہیں وہ بھی بالکل کم ہیں۔ باقی سب لوگ مزدوری کرتے ہیں ان پر اگر اتنا بے تحاشا بوجھ والا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کیسکو واپڈا یا بجلی کے محلے کی طرف سے بہت بڑا ظلم ہے۔ اب اسکو دیکھ لیا جائے کہ دنیا کا ایک مسلمہ قانون ہے کہ اگر کوئی چیز زیادہ خریدی جائے تو اسکی قیمت کم ہوتی ہے۔ لیکن یہاں گھر یا صارف اگر زیادہ consume کیا جائے اس کی قیمت بڑھادی جاتی ہے اور پھر اتنے تیکیں لگا کے ایک غریب آدمی کو کیوں بوجھ تلے ڈالا جاتا ہے؟ کیوں اُس فلم کیا جاتا ہے؟ اور پھر اس قسم کا طریقہ کارہون تو پھر آپ consumer سے کیسے توقع رکھیں گے اگر آپ اس قسم کے ظالمانہ چارجز لگائیں گے تو پھر وہ بھی کوشش کریا کہ کسی نہ کسی طریقے سے بجلی کے ذریعے اپنے کام چلائے اور بل سے بچنے کیلئے گندے لگائیں۔ اور unlawful جوذر ایس یا means ہیں وہ استعمال کریں گا اب ایک منطق ہے جناب اسپیکر! کہ جب ایک محلے میں یا باہر ایک کلی میں کچھ لوگ اگر بل نہیں دیتے تو وہ سارے کلی کی بجلی بند کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایک نظام ہے وہاں انکے مجرمین ہیں، انکے سپاہی ہیں، وہ ایف آئی آر درج کر سکتے ہیں وہ لوگوں کو arrest کر سکتے ہیں۔ یہ پھر کہاں کا ظلم ہے کہ جرم میں نے کیا ہے اور سزا پوری اسمبلی کو دی جائے۔ میرے خلاف ایف آئی آر ہو مجھے arrest کیا جائے میں نے جو جرم کیا ہے اس کی مجھے سزا دی جائے۔ اب چونکہ رحم کی کمی ہے اور خاص کر اس محلے میں تو اس وجہ سے یہ جو غیر ضروری ناجائز اور ناروا تیکیں اس بجلی کے بل پر لگتے ہیں ان کو ختم ہونا چاہیے اور اس بل کی آپ کے سامنے پوری detail ہے یہ گورنمنٹ آف پاکستان سے سفارش کی جائے negotiate۔ ہماری گورنمنٹ کے behalf پر کہ جی! یہ جو آپ extra charges لگاتے ہیں اور یہ تمام چیزوں میں لگتے ہیں لیکن particularly بجلی کے سلسلے میں۔ ابھی چند دن پہلے انہوں نے کہا تھا کہ مزید بجلی میں اضافہ کریں گے۔ اس وقت یہ حالات ہے اگر مزید اضافہ کیا جائیگا تو پھر کیا صورتحال ہو گی؟ اس لئے میں آپ کے توسط سے ایوان کے معزز ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ یہ ایوان اس قرارداد کو منظور کر کے فیڈرل گورنمنٹ سے بھی اور پھر یہاں صوبائی سطح پر، صوبے کی گورنمنٹ کی طرف سے باقاعدہ اس کو take-up کیا جائے۔ اس سلسلے میں معزز ممبر ان کی ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کی ساتھ بھی negotiate کرے۔ اور یہ ظلم ہے اسکا پورے ملک میں بلوچستان میں تو خاتمه ہو، بلکہ پورے ملک میں اسکا خاتمه ہو۔ بہت شکر یہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

بہت شکر یہ ملک صاحب۔ جی زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جناب اسپیکر! میں تو ملک صاحب کی اس قرارداد کی بھرپور تائید و حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر!

دیکھئے پاکستان کے آئین کی جو violation ہو رہی ہے۔ اگر آپ آرٹیکل 101 اور 57 کو دیکھیں اس کے جو سب آرٹیکل ہے، آئین بھلی سے متعلق صوبے کو یا اختیار ہے کہ وہ اپنی بھلی کے نزخ خود مقرر کرے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے کمپنیاں بنانے کے صوبائی حکومت کو، اسمبلی کو اُس سے بالکل نکال دیا ہے۔ میں آپ کو پڑھ کے سنادیتا ہوں۔ 157 میں آپ نیچے جائیں گے سب سیکشن (2) کا (و) ہے، ”صوبے کے اندر بھلی کی تقسیم کیلئے نرخنا مے کا تعین کر سکے گا“۔ اب جب یہ پاکستان کے آئین میں درج ہے، بہت سارے بھلی سے متعلق ہے کہ نرخنامہ بھی صوبائی حکومت، صوبہ خود طے کر سکے گا۔ لیکن یہاں جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ کس طرح یہاں کس قسم کے taxes کے لگائے گئے ہیں، کس طرح عوام کا خون چوسا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! ملک صاحب نے بھلی کی بات کی۔ میں ذرا اگر گیس کا آپ کو سنا دوں تو اس سے سب کے اوسان خط ہو جائیں گے۔ سوئی سدرن گیس کمپنی کس طرح ہمارے عوام کو لوٹ رہی ہے۔ اُنکا ایک طریقہ کار ہے جسے سلیب یا ٹیب کہتے ہیں، نرخنا مے کے۔ ایک سے 100 یونٹ تک فی یونٹ چار روپے کا ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

آپ مہربانی کر کے بھلی پر بات کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

نہیں جناب اسپیکر! دونوں چونکہ related ہیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

نہیں یہ الگ الگ ہیں۔ آپ بھلی پر بات کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

ابھی آپ دیکھیں کہ گیس کا اگر آپ 301 یونٹ استعمال کریں گے تو یہ فی یونٹ 25 روپے تک آپ کو ادا کرنا پڑے گا۔ اب فرق یہ ہے بھلی ہم اس سیزن میں ویسے بھی استعمال کرتے ہیں ایک لیکچر purpose کیلئے ہمارے تمام ٹیوب ویل بھلی سے چلتے ہیں۔ ہم گیس استعمال کرتے ہیں اپنی ضرورت کیلئے نہیں اپنی جان بچانے

کیلئے کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے پیے بوڑھے سردیوں میں گیس نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کیا حالت ہوتی ہے؟۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو یہ زرخ کے حوالے سے جو بجلی کے فی یونٹ کی قیمت ہے اسکو چونکہ constitution میں بھی واضح طور پر لکھا ہے۔ (آذان۔ خاموشی)

**جناب انصار اللہ خان زیریے:**

جناب اسپیکر! ملک صاحب نے جس طرح کہا کہ بجلی ہم اپنی ضرورت، اپنی جان بچانے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جس طرح اُنکے rates فی یونٹ سو سے لیکر، انہوں نے سلیب کا سسٹم دیا ہے۔ حالانکہ یہ دنیا بھر میں جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ جتنی آپ خریداری کریں گے اتنی ہی آپ کو رعایت ملے گی۔ ہم بجلی زیادہ استعمال کریں گے تو فی یونٹ اس کا نرخ کم ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد بالکل on the time ہے صوبائی حکومت، کیونکہ اور صوبائی اسمبلی کم از کم اس کو وفاقی وزارت پانی و بجلی کی سطح پر اٹھاتے۔ ان کی کمپنی سے بات کرے کہ ہمارے صوبے کی جو قیمت کا تعین ہو گا وہ ہماری حکومت خود کرے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ۔ جی شناہ بلوج صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:**

شکریہ جناب اسپیکر۔ میراپاٹ آف آرڈر بھی بجلی سے متعلق تھا لیکن جب قرارداد ملک صاحب کا ہے تو موضوع ہمارے بلوچستان سے متعلق ہے میرے خیال میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہوں گا۔ کچھ معلومات اس ایوان کیلئے بہت ضروری ہے کہ آپ کے علم میں ہونا چاہیے بلوچستان 2280 میگاوات بجلی پیدا کرنے والا صوبہ ہے۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کوڈ ڈیمیٹک، کمرشل اور انڈسٹریل سیکٹر میں صرف تین سو میگاوات بجلی بھی میرے نہیں۔ یعنی پاکستان میں اسوقت 19000 میگاوات بجلی پیدا ہوتی ہے اور سی پیک کے منصوبوں کے شروع ہونے کے بعد، اس سے پہلے پاکستان میں جو الیکٹرک سٹی تھی یا بجلی کی جو پیداوار تھی وہ 12000 میگاوات تھی اب وہ جا کے 19000 پر جا پہنچی ہے۔ 19000 کی زکوٰۃ بھی اگر نکالے ملک صاحب اس میں ماہر ہوں گے اور باقی مولانا صاحبان بھی، کہ اگر بجلی کی زکوٰۃ بھی نکالی جائے تو وہ دو سو تین سو میگاوات سے زیادہ ہیں۔ یہ ہے ڈومیٹک کمرشل اور انڈسٹریل بجلی کی consumption کا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی تین سو چار سو اضافی وہ ایگر لیکچر کی مد میں ہمیں دے دیتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان میں کل اس وقت جو بجلی اس وقت سپلانی ہے وہ چھ سات سو میگاوات سے زیادہ نہیں ہے۔ اس کی ایک وجہ ہے

جناب اسپیکر۔ دیکھیں بھلی صرف روشی کیلئے استعمال نہیں ہوتی۔ آج بلوچستان کے اندر جو پسمندگی ہے اس کی سب بڑی وجہ بھی یہی ہے۔ بھلی تعلیم کیلئے بھی استعمال ہوتی ہے بھلی صحت کیلئے بھی ضروری ہے بھلی چھوٹے موٹے کاروبار کیلئے بھی بہت ضروری ہے بھلی زراعت کیلئے بھی ضروری ہے۔ آج بلوچستان کی اکانومی یا بلوچستان کی معیشت جس طرح زیوں حالی کا شکار ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ بلوچستان کو اس کا جائز حق بھلی کی مد میں بھی نہیں ملا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہاں ایک محکمہ ہے کیسکو کے نام سے۔ جس طرح کہ constitution کا آرٹیکل میرے دوست نے پڑھ کر سنایا اس آرٹیکل کے تحت اٹھارھویں تمیم کے بعد وہ ممکن ہوا۔ جب میں سینٹ میں تھا اس وقت سب سے بڑا ہمارا جھگڑا یہی تھا کہ ہم بلوچستان کو کسی طریقے سے خود مختار بنائیں۔ یہاں کے لوگوں کو empower بنائیں، یہاں politically institution ڈویلپ ہوں۔ بلوچستان کے پاس پیسہ آیا لیکن بلوچستان نے constitution کے اس آرٹیکل کے تحت نہ تو bulk میں بھلی خریدنے کی معدرت کی نہ بلوچستان میں ٹرانسمیشن اور ڈسٹریبوشن لائنز بچھائیں نہ بلوچستان میں گرد اٹیشن بنائے۔ ایک چھوٹی تکلیف دہ معلومات کے لئے کیا اگر ہم چاہیں بھی بلوچستان میں بھلی ہو۔ سی پیک کی مدد میں دو ہزار کلومیٹر پانچ سو kv کی ٹرانسمیشن لائنس بچھائی گئیں جو میاری سے فیصل آباد اور میاری سے لاہور جاتی ہیں۔ تیرہ پاؤر پروجیکٹس بننے تیرہ پاؤر جزیشن آپ کے ہمارے پروجیکٹس بننے جو coal میں، ہائیڈرل میں اور قدر میں مختلف علاقوں میں بننے ہیں۔ سات کے قریب سندھ میں اور چھ کے قریب پنجاب میں ہیں۔ اب ایک اور بڑھ گیا تو تقریباً سات سندھ میں سات پنجاب میں۔ اس سے جتنی بھی بھلی پیدا ہوگی بلوچستان کو اول تو بھلی مل ہی نہیں رہی نرخ تو دور کی بات ہے۔ بھلی جو ہمیں دی جا رہی ہے 2280 میگاوات ہم اُچ اور جبکو سے پیدا کر رہے ہیں، پورے پاکستان میں سات ہزار کلومیٹر، غور سے سینے ہمارے تمام ارائیں۔ بلوچستان کے ساتھ ہونے والی پورے پاکستان میں سات ہزار کلومیٹر این ٹی سی national transmission and dispatch جو ہماری کمپنی ہے، اُسکی ٹرانسمیشن لائنسیں ہیں پانچ سو kv کی۔ تیرہ کے قریب گرد اٹیشن ہیں پانچ سو kv کی اور جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ بلوچستان میں پانچ سو kv کی ٹرانسمیشن لائن بھلاکتی ہو گئی؟ کوئی پانچ سو کہے کوئی چار سو کہے لیکن میرے خیال یہ مضمکہ خیز ایک جواب ہو گا کہ بلوچستان میں صرف 27 کلومیٹر۔ five hundred کی ٹرانسمیشن سرکٹ لائن ہے جو reverse میں، بجائے بھلی لانے کی جو اپنی بھلی پیدا ہوتی ہے اس بھلی کو جبکو سے واپس کراچی میں kv hundred-hunderd کے گرد اٹیشن میں واپس لیجاتا ہے کراچی میں سپلائی کرنے کے لئے۔ تو جو بھلی اُچ میں پیدا ہو رہی ہے جو بھلی حب میں پیدا ہوتی ہے وہ بھلی

بلوچستان کو نہیں دی جا رہی۔ آئین کا آرٹیکل جس کا ذکر میرے دوست نے بھی کیا۔ 156 ہمارے قومی قدرتی اقتصادی کو نسل کو 157 کے تحت اگر آپ دیکھیں۔ اس میں بلوچستان اسی لئے جس طرح ہم چاہ رہے تھے کیونکہ جب ہم پی ایس ڈی پی یا ڈولپمنٹ پر بات کرتے ہیں یہ بہت بڑے سیکٹرز ہیں۔ billions of billions of rupees اس میں involved ہیں لیکن بد قدمتی سے بلوچستان اپنا جائز حق وفاق سے بھلی کی مد میں نہیں لے سکتا۔ اور دوسرا بات یہ بتاؤں کہ اس وقت ہم گیس جو پیدا کر رہے ہیں۔ وہ گیس سے بھلی پیدا کر رہے ہیں۔ پاکستان میں اس وقت بچپن فیصد بھلی گیس سے پیدا ہو رہی ہے اور بلوچستان کی گیس اس کی economic value کو کم کر کے بلوچستان کی گیس ستر روپے per well head price جو اس کی پرائیم بی ٹیوب مارکیٹ میں اس کی ولیو دوسرا سی روپے۔ وہ جو پیسے کم ہوتا ہے وہ واپس چلا جاتا ہے بھلی کی مد میں دوسرے صوبوں کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! کیسکو بلوچستان کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی کر رہی ہے کہ پورے پاکستان میں سی پیک کی بھلی کی پیداوار کے بعد سات ہزار کلو میٹر کی five hundred-KV کی ٹرانسیمیشن لائنیں پھٹنے کے بعد چودہ پندرہ کے قریب، five hundred-KV کے گرد اسٹیشن پھٹنے کے بعد سی پیک کی مد میں بلوچستان میں ایک کلو میٹر KV یا 220-kv یا 120-KV کی ٹرانسیمیشن لائن نہیں پھٹھی۔ اور اس کے اوپر ظلم یہ کہ پورے پاکستان میں سی پیک کی بھلی کی پیداوار کے بعد لوڈ شیڈنگ تمام پاکستان میں صرف دو سے چار گھنٹے ہے۔ جو چھٹتے ہیں چلاتے ہیں وہاں اگر بلوچستان کی طرح لوڈ شیڈنگ ہو جب کہ پورے بلوچستان میں سولہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ چیف کیسکو کے ساتھ پرسوں میری میٹنگ ہوئی وہ ہمارے اوپر احسان کرتے ہیں کہ جی ہم خاران میں فلانے فیڈر کو چھ گھنٹے بھلی دے رہے ہیں فلانے کو آٹھ گھنٹے دے رہے ہیں۔ کوئی میں تو میرے خیال دیکھ علاقوں میں جائیں قردن و سطہ کا منظر پیش کرتے ہیں بھلی بھی نہیں ملتی بلوچستان کے لوگوں کو ہم نرخ دینے کے لئے تیار ہیں ہم پیسے پر بھلی خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے ساتھ کوئی بیٹھے ہم نے اکیس کھرب ٹیکس کی مد میں وفاق کو دیئے ہیں سات کھرب، ایک کھرب میں بھلا کتے ارب ہوتے ہیں۔ اور ہمارا پی ایس ڈی پی 80-88 ارب روپے جس کے لئے ہم سارا دن بیٹھے ہیں لڑتے ہیں کہ ایک کروڑ میرے لئے۔ سات کھرب ہم بلوچستان کی گیس کی مد میں وفاق کو سب سیڈی دیتے ہیں یعنی غریب ہے۔ ہم اپنی روزی روٹی دوسرے صوبوں کے لئے سب سیڈی کا مطلب رعایت ہوتا ہے یعنی ہماری گیس کی قیمت کو کم کر کے پنجاب فریلائنز رائڈر سٹریز سندھ میں فریلائنزر، الیکٹرک سٹی، سی این جی اور دیگر تمام محکموں

جس طرح کہتے ہیں کا رخانے صنعتیں ان میں گیس کی رعایت دی جاتی ہے۔ بھلی کی مدین اگر انہوں نے ہمیں سو میگاوات دے دیا اس کا احسان نصیر شاہوں پر جتا ہے ملک سندر صاحب پر بھی جتا ہے گے زمرک اچنڈی صاحب پر جتا ہے گے کہ ہم نے بلوچستان پر بڑا احسان کیا ہے زمینداروں کو بھلی دیتے ہیں۔ کوئی ہمارے ساتھ حساب کتاب کیلئے بیٹھ جائیں گے اسلام آباد کا پتا ہمارا قرضار نکلے گا۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آج بھی ایک محکمہ کیسکو وہ بلوچستان پر حکمرانی کرتی ہے اپنی من مانی چلا رہی ہے آج ہمارے پچھے پی سی ایس ایس ایس کے exams کی تیاری نہیں کر سکتے کیونکہ اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے آج ہمارے گھروں میں بھلی میسر نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو پڑھا سکیں ٹو وی نہیں دیکھ سکتے اخبار نہیں پڑھ سکتے، چھوٹے موٹے کارخانے یا دکان نہیں چلا سکتے بھلی اکنا مک لائف لائن ہے back-bone ہے کسی سوسائٹی کی اکانومی کا میں سمجھتا ہوں جناب اپنیکر! جو ملک صاحب کی قرارداد ہے بڑی بروقت ہے۔ آپ سے استدعا ہے یہ اسمبلی بیٹھی ہے اس اسمبلی کے توسط سے ایک کمیٹی بنائیں جو بلوچستان میں بھلی کی ضروریات کا جائزہ لے بلوچستان کے ساتھ بھلی کی مدین ہونے والی زیادتیوں اور استحصال کا جائزہ لے اور بلوچستان کا جو بھی جائز حق بتا ہے بھلی کی مدین وہ اسے دیا جائے۔ اگر بلوچستان کو بھلی کی مدین رعایت یا سبیڈی نہیں دی جاتی تو بلوچستان گیس کی مدین جو سبیڈی باقی صوبوں کو یا فرٹیلائزر کی ائمہ شری کو، ایکٹر جزیشن کی پاور جزیشن ائمہ شری کوئی این جی کو جو ہم دے رہے ہیں وہ سبیڈی ختم کرے اور اس سلسلے میں چیف کیسکو کو بلا یا جائے کہ بلوچستان پر یہ جو اپنی جگہ شاہی قائم کی ہوئی ہے غریب کسانوں پر مزدوروں پر ہمارے علاقوں میں جو لوڈ شیڈنگ ہے جناب والا! یہاں سے رولنگ جاری کریں کہ جس طرح پاکستان کے باقی فیڈر ریز پر کیونکہ آئین کے آرٹیکل 38 اس کی صفائت دیتا ہے کہ آپ پاکستان کے اندر غیر منصفانہ سلوک نہیں کریں گے۔ اگر پنجاب، سندھ اور KPK کے اندر لوڈ شیڈنگ تین گھنٹے یا چار گھنٹے ہے جناب والا! وہ بلوچستان کے لوگوں کو بھی منظور ہے لیکن اٹھارہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ وہ ہمیں قرون وسطی کے زمانے میں دھکیلنا چاہتے ہیں ہم اس کی مدت کرتے ہیں اور جناب والا! آپ اس پر رولنگ دیدیں کہ یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے استدعا کرتی ہے اس قرارداد کے توسط سے کہ ہمارے نرخا میں بھی محدودی اور مجبوری کے تحت ایڈ جسٹ کیتے جائیں آئین کے آرٹیکل 7-156 کے تحت اور بلوچستان اس کی جو بھلی ہے جائز بھلی وہ بھی اس کو فراہم کی جائے، شکریہ۔

جناب قائم مقام اپنیکر:

شکریہ شناء بلوج صاحب، جی مٹھاخان کا کڑ صاحب۔

**جناب مٹھا خان کا کڑ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومہ لا یوسا شاک و ڈیری ڈولپمنٹ):**

(پشتو) میں اپنا مو قف بیان کروں گا، پارٹی کی طرف سے نہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

اردو میں بات کریں۔

**مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومہ لا یوسا شاک و ڈیری ڈولپمنٹ:**

چلو آپ تو پشتو سمجھتے ہیں، آپ سن لیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

نہیں اردو میں بات کریں تاکہ سب کو سمجھ آجائے۔

**مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومہ لا یوسا شاک و ڈیری ڈولپمنٹ:**

سب کو سمجھ آتی ہے پشتو کے ساتھ سب کا واسطہ ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

پشتو allowed نہیں ہے آپ اردو میں بات کریں۔

**مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومہ لا یوسا شاک و ڈیری ڈولپمنٹ:**

کیسے allowed نہیں ہے؟

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

ایک دن پہلے اس کے لئے اسپیکر سے اجازت لینا پڑتی ہے۔

**مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومہ لا یوسا شاک و ڈیری ڈولپمنٹ:**

(پشتو) جناب اسپیکر! میں اپنے مو قف کے بارے میں یہ بات کروں گا کہ ہم لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ بلوچستان کی بجلی کو مہنگا کیا گیا ہے۔ آپ کی بجلی ہے کہاں؟ شہروں میں ہے نہ گاؤں میں۔ بجلی کافی یونٹ سولہ روپے تک پہنچ گیا ہے۔ میں یہیں کہتا ہوں سوروپے تک پہنچا دیں ویسے تو ہماری بجلی ہے ہی نہیں۔ ہمارے غریب سو سے دو سو یونٹ استعمال کرتے ہیں اور ہمارے غریب عوام آگے جانیں سکتے کیونکہ انکو بجلی میسر ہے ہی نہیں وہ اتنی ہی استعمال کرے گا۔ پنجاب زیادہ بجلی استعمال کر رہا ہے وہ سولہ پرسنٹ بڑھادیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ میں پرسنٹ بڑھادیں میرا یہی مو قف ہے۔ بلوچستان میں بجلی ہے نہیں زمیندار مشی یعنی سول رگاٹے ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کے باغات تھے وہ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہو گئے ہیں۔ لوگوں نے درختوں کو کاٹ

دیئے ہیں۔ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر بھلی دینی ہے تو پوری دے دیں پھر ریٹ کو بھی بڑھادیں ہم دے دیں گے۔ لیکن اس طرح کی بھلی ہمیں وارہ نہیں۔ یہ تاریں اور کھبے بھی نکال دیں لیکن ہمیں بھلی سُشی کی صورت میں دے دیں تاکہ ہم سارے علاقوں میں لگا دیں۔ ہمارے علاقے میں سورج بہت تیز ہے اس لئے سُشی کامیاب ہے۔ ہر زمینداری سُشی سے ہو سکتی ہے۔ مہربانی کر کے بھلی کو جتنا مہنگا کرنا ہے وہ کردیں اور پاکستان کا جو بجٹ آ رہا ہے ہر وقت ہم لوگ قرض داری میں رہتے ہیں ہم دوسروں کے قرض دار ہیں۔ چھارب روپے ہم سود دیتے ہیں جو لوگ یہ بھلی استعمال کرتے ہیں وہ یہ سود پورا کر دیں، یہ میرا مؤقف ہے۔ مہربانی۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

مٹھا خان صاحب نے اپنا موقف پیش کیا۔ جی ملک نصیر صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:**

مہربانی جناب اسپیکر۔ ملک صاحب نے بھلی کے متعلق بات کی میرے خیال میں اس نے توبلوں کے متعلق بات کی لیکن بلوچستان کے حوالے سے اگر بھلی کی تاریخ کو دیکھا جائے تو بلوچستان میں آج جتنے بھی ہیں اور جتنے بھی نقصانات ہوئے ہیں میں کہتا ہوں صرف بھلی کی وجہ سے ہیں۔ اور میرے خیال میں پورے بلوچستان کی بھلی لا ہور، کراچی میں جو بھلی استعمال ہوتی ہے اسکے برابر بھی نہیں ہے۔ جس طرح شاء بلوج نے کہا کہ اس وقت ملک کے اندر 19 ہزار میگاوات بھلی پیدا ہوتی ہے اور چھ پرسنٹ کے حساب سے جو بلوچستان کا حصہ بنتا ہے، جو کوٹھے ہے، وہ میرے خیال میں ایک ہزار یا 980 میگاوات کے قریب بنتا ہے۔ لیکن اس وقت بلوچستان کو جو بھلی مل رہی ہے، وہ چھ سو ساڑھے چھ سو میگاوات سے زیادہ نہیں ہے بلوچستان میں اس وقت 74 گرڈ اسٹیشن ہیں اور ان کے چھ سو سے زیادہ فیڈر ہیں۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ ان چھ سو فیڈروں میں سے ساڑھے چار سو فیڈر over-load ہیں۔ جس طرح شاء بلوج نے ذکر کیا کہ بلوچستان کے انٹریئر میں جائیں ان لوگوں کو چھ گھنٹے بھلی ملتی ہے تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ چھ سو میں جو ساڑھے چار سو فیڈر over-load ہیں ان کی بھلی پھر تقسیم ہوتی ہے وہ فیڈر جو چلتے نہیں ہیں، جن میں لوگ ٹیوب ویل یا اپنی مشینیں چلاتے ہیں، وہ جب چلتے نہیں ہیں ساڑھے چار سو فیڈر کو تقسیم کر کے ایک دن ایک علاقہ کو چلاتا ہے، دوسرے دن دوسرا علاقہ کو، تین گھنٹے ان لوگوں کو بھلی مل جاتی ہے۔ اور اس بھلی کی حالت یہ ہے کہ اسکے اندر وہ ولیعہ نہیں ہے۔ آپ بلوچستان میں بہت سارے ایسے علاقوں بھی دیکھے ہوئے کہ بھلی کی تاریں کھموں کی بجائے پاپوں اور لکڑی کے پولوں پر، کئی کئی کلو میٹر دور لی جائی گئی ہیں۔ اور بدقتی یہ ہے کہ اس وقت جوشیت ہو ولڈر ہیں، زمیندار کے حوالے سے جو بھلی

زمیندار استعمال کرتے ہیں، ان چھ سو میگاوات میں تقریباً چار سو میگاوات ہم زرعی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ بلوچستان میں کیسکو کی یہ حالت ہے کہ جتنی بھلی یہاں چوری ہو جاتی ہے یا ان کی لائن لاسر ہیں یا طویل ٹرانسیشن لائنوں کی وجہ سے جو بھلی ضائع ہوتی ہے اُس کو وہ بجائے لائن لاسر میں شمار کرنے کا ٹیوب ویلوں پر ڈال دیا جاتا ہے اور اس وقت آپ کا صوبہ بھلی کی مد میں جو ٹیوب ویلوں کے بقايا جات ہیں 200 ارب روپے سے زیادہ میرے خیال میں، ہمارے سیکرٹری از جی یا جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پاس ریکارڈ ہے کہ صوبے کو انہوں نے قرض دار بنا دیا ہے۔ لیکن 2013ء میں جب ایکشن ہو رہے تھے اس وقت بھلی کے جو بقايا جات کے سلسلے میں بلوچستان کو 54 ارب روپے، 2008ء میں 54 ارب روپے تھے اس وقت پھر زمیندار ایکشن کمپنی کے پلیٹ فارم سے ہم نے ایک یطروزیرا عظیم پاکستان کو فتح دیا۔ اُس کے بعد چیزِ میں واڑائیڈ پاور اور سیکرٹری پانی و بھلی یہاں کوئٹہ آئے زمینداروں نے ان سے میٹنگیں کیں ان کے جو 54 ارب روپے تھے انہوں نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ متنازعِ رقم ہے جو زمینداروں پر ڈال دی گئی ہے اور اسکا ایک نو ٹیکلیشن بھی جاری ہو چکا ہے۔ تو یہ رقم متنازع ہے لیکن اس کے باوجود آپ سردویں کے موسم کو لے لیں زیارت جیسے علاقے میں اُس سردوی میں میرے خیال میں درجہ حرارت نظمہ انجام دے نیچے چلا جاتا ہے ٹیوب دلیں چلتے نہیں ہیں لیکن اُس وقت اگر آپ کے ٹیوب ویل کی بھلی کا بل کر لائیں تو وہ آپ کو ایک لاکھ 40 ہزار سے کم نہیں ملے گا۔ اب بھی بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں کبھی کبھار قدرتی آفات کی وجہ سے یا کہیں پر کوئی ٹاور گر جاتا ہے ایک ایک ماہ تک بھلی بند رہتی ہے، بند ہونے کے باوجود ان ٹیوب ویلوں پر اتنا ہی بل آ جاتا ہے۔ بلوچستان کے 600 سے زیادہ فیڈر ہیں ان میں کتنے ایسے فیڈر ہوں گے جو لوڈ شیڈنگ سے مستثنی ہیں۔ ملک کے اندر بھلی کی لوڈ شیڈنگ کم ہوتی جا رہی ہے لیکن بلوچستان کے اندر بد قسمتی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ وہاں اگر دو گھنٹے لوڈ شیڈنگ کم ہو جاتی ہے یہاں دو گھنٹے بڑھ جاتی ہے۔ اور صرف 70 ایسے فیڈر ہیں جن کو لوڈ شیڈنگ سے مستثنی قرار دیا گیا ہے۔ باقی 600 میں 450 ایسے فیڈر ہیں جن کو 6 یا 3 گھنٹے بھلی مل جاتی ہے۔ اُس کے باوجود اس وقت میرے خیال میں بھلی کی مد میں قرض دار بھی سب سے زیادہ ہمارا صوبہ تھا۔ ہم استعمال بھی کم کرتے ہیں جس طرح دوستوں نے مثال دی شاء بلوچ نے کہ بلوچستان کے اندر دوا ایسے پاور پلانٹ ہیں اوج پاور پلانٹ اور جبکو، جن سے جو بھلی حاصل کی جاتی ہے بد قسمتی یہ ہے کہ سب سے پہلے انکی بھلی پر حق بلوچستان کا بنتا ہے کہ ان کی بھلی بلوچستان والوں کو ملنی چاہیے، یہ بھلی کراچی کے گردائیشن میں جا کر پھر بلوچستان کی طرف لائی جاتی ہے یا پھر یہ اوج والی بھلی گذوں میں جا کر پھر بلوچستان کی طرف اس علاقے کے اندر جو ڈیرہ مراد جمالی ہے، اُس ڈسٹرکٹ کے

اندر بھی جو بجلی پیدا ہو جاتی ہے اس ڈسٹرکٹ کے لوگ بھی اس سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ اور وہ بجلی ایک دفعہ گلدو جا کر پھر دوبارہ یعنی وہ 500KV کی جو لائن ہے، وہ ہمارے بلوچستان سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن 500KV کی کوئی لائن بلوچستان میں آنی چاہیے، جس طرح شاء بلوج نے کہا کہ پورے ملک میں 14-13 ایسی 500KV کی لائنیں ہیں جو بلوچستان سے نکلتی ہیں لیکن بلوچستان آتی نہیں ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت بھی زمیندار suffer کر رہے ہیں بجلی ان کو بتی نہیں ہے ایک اور بھی کیسکو کہ جب عین سیزن ہو جاتا ہے ہمارے ہاں جو ہم فعل اگاتے ہیں جو ہماری فصلات ہیں، ہمارا صرف ایک سیزن ہے اور سارا سال زمیندار محنت کرتے ہیں اس عین سیزن کے دوران بجلی بند کر کے اس کوناں پیمنہ یا نان بلنگ کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس سیزن کے دوران جو ہمارے سیزن peak پر ہوتا ہے گرمی ہوتی ہے جوں جو لائی کے مہینے میں اگر ان دو مہینوں میں آپ بجلی کو صرف ایک ہفتے کے لیے بند کر دیں پھر ہم سارا سال محنت کریں ہمیں ان فصلات کا کوئی معاوضہ نہیں ملتا۔ بدقتی سے گزشتہ 10 سالوں سے ہمارے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے۔ ہر وقت جوں جو لائی میں بلوچستان کے مختلف اضلاع کی بجلی بند کی جاتی ہے اور یہ مسئلہ مستقل چلا آ رہا ہے۔ اس لیے آج میری گزارش ہے چونکہ بجلی کے crisis کے حوالے سے نہیں بلکہ بجلی کے بلوں کے حوالے سے ملک صاحب جو تحریک اتوالائے ہیں۔ میری تمام ایوان اور حکومتی اراکین سے بھی گزارش ہے کہ چونکہ یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔ اور اس صوبے کی زراعت کا دار و مدار اسی بجلی پر ہے تقریباً 35 ہزار کے قریب یہاں ٹیوب ویز چلتے ہیں 400 میگاوات سے زیادہ بجلی یہاں استعمال ہوتی ہے۔ تو اس کو مستقل بنیادوں پر لے کر کوئی ایسی کمیٹی بنائے جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے گزشتہ دنوں ایک کمیٹی بنائی تھی زراعت کے حوالے سے اور منسٹر صاحب کو اُسکا چیئر میں بنایا ہے اور اس میں زمینداروں کے نمائندوں کو بھی ڈال دیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ بجلی کے حوالے سے بھی کوئی اس قسم کی کمیٹی بننی چاہیے۔ کیونکہ سالانہ میرے خیال میں گورنمنٹ آف بلوچستان 9 ارب روپے بجلی کی مد میں واپڈا کو سب سیڈی دیتی ہے اور 8-7 ارب روپے۔۔۔۔۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

تحوڑا سما مختصر کر دیں کیونکہ نماز کا وقت آ رہا ہے۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:**

اکھٹے نماز پڑھیں گے انشاء اللہ ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بجلی کے حوالے سے کوئی ایسی کمیٹی بنائی جائے، اس میں گورنمنٹ کے اراکین اپوزیشن کے اراکین بھی شامل ہوں۔

اور وہ کمیٹی یہاں بیٹھ کر اپنی ایک میٹنگ کرے۔ اور اُس کے بعد فیڈرل گورنمنٹ پر جو بلوچستان کے حوالے سے بقايا جات ہیں ان پر بھی بات کرے اور بلوچستان کی جو بھلی کا کوئی ہے اُس پر بھی بات کرے یہ نیری گزارش ہے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکر یہ۔ جی محمد خان صاحب! تھوڑا مختصر کریں۔

**حاجی محمد خان لہڑی:**

شکر یہ جناب اسپیکر۔ بھلی کے حوالے سے سکندر آیڈی و کیٹ صاحب جو قرارداد لے آئے ہیں میں بھی اس پر، کیونکہ اس میں کچھ ہمارے نصیر آباد کے علاقے بھی ہیں جسے ملک نصیر صاحب نے کہا۔ تو اس حوالے سے مجھے بات کرنی ہے بھلی اور اسکے بلوں کے حوالے سے۔ اس پر ہمارے دوستوں نے تفصیلی بات کی میں اس میں کچھ اور باتیں add کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اوچ پاور ہمارے نصیر آباد ڈسٹرکٹ میں ہے اور اوچ i تقریباً 555 میگا وات اور اوچ ii تقریباً 405 میگا وات بھلی پیدا کر رہا ہے اس وقت نصیر آباد ڈسٹرکٹ میں 132KV کے چار گرد ڈائیشنزوں پر کام شروع کیا گیا تھا، ڈیرہ مراد جمالی، روجہان جمالی اور اوستہ محمد، جمل مکسی، اس کے علاوہ ہمارا ایک گرد ڈائیشن مخبو شوری میں ہے کیونکہ یہ میرا حلقة بھی ہے اور اسکو تو بھی اوچ سے بھلی کی سپلائی شروع ہو گئی ہے۔ اور ایک گرد ڈائیشن میرے خیال اوچ سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر بھی نہیں ہے اسکو اس وقت گذو سے بھلی مل رہی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ ہمارے ہاں جو فیڈر رز ہیں ایک فیڈر جو ہمارے ریچ کا ہے اس کو صرف ریچ کے سینzen میں چلایا جاتا ہے۔ وہاں ہمارے consumer تقریباً 100% بل دیتے ہیں اور اس وقت 7 ماہ وہیں پر حالانکہ وہاں پانی بھی نہیں ہوتا تو زمیندار اپنابل ادا کرتے ہیں ابھی صرف میرے خیال ستمبر کے مہینے میں پانی کی سپلائی شروع ہو گئی ہے تو وہیں پر صرف میرے خیال دن میں 10 یا 12 گھنٹے ان زمینداروں کو بھلی دے رہے ہیں کیونکہ وہ 7 مہینے بھلی کا مل دیتے ہیں انکو صرف پانچ ماہ بھلی درکار ہوتی ہے۔ اسی دوران ان کو صرف 12 گھنٹے بھلی ملتی ہے۔ میری آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش ہے اور آپ مہربانی کر کے CO صاحب کو بھی بلا کر یہاں ہمارے ممبران کے ساتھ ان کی ایک میٹنگ کروائیں کہ بلوچستان کے حوالے سے بلوں کا مسئلہ ہے کہیں لوڈ شیڈنگ زیادہ ہے کہیں کم ہے اس بارے میں ہمارے ممبران کو بریفنگ دیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکر یہ میر صاحب۔ جی دیش کمار۔

**جناب دینش کمار:**

بہت بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔ ہمارے معزز ارکین نے کیسکو کی زیادتوں کے بارے میں بتایا ہے، لوڈ شیڈنگ، over billing یا دوسرے مسائل تو مشترکہ ہیں مگر ایک اپیشن چیز جو اقلیتی برادری کے لیے انہوں نے ایک ظلم و ستم ڈھایا ہوا ہے وہ میں آپ کے کوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے تمام شہروں میں اقلیتی برادری رہتی ہے، mostly شہروں میں۔ کیسکو کے رویہ کا میں آپ کو بتاؤں کہ کیسکو کا عملہ کیا کرتا ہے جہاں اقلیتی برادری کی اکثریت ہوتی ہے وہاں کا ٹرانسفر مرتبہ طور پر ہر ماہ خراب کر دیا جاتا ہے۔ اور انھیں مجبور کر دیا جاتا ہے اور وہ چندہ جمع کر کے ٹرانسفر بناتے ہیں اس چیز کا گواہ میر صاحب بھی ہیں۔ اس دن ملکی پوری پنچائیت والے آئے تھے انہوں نے کہا کہ 8 دن سے ہماری بجلی نہیں ہے اور ہم سے وہ پیسے مانگ رہے ہیں۔ میں داد دیتا ہوں میر صاحب کو کہ انہوں نے اس پر ایکشن لیا۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ چیف ایگزیکٹو کو بلا جائے اور یہاں ایک پاریمنی کمیٹی بنائی جائے ان سے پوچھا جائے کہ یہ اقلیتی برادری پر کیوں ظلم ڈھایا جا رہا ہے۔ تو اس لیے میری آپ سے عرض ہے جس طرح حاجی صاحب اور ثناء بلوج صاحب نے کہا کہ چیف ایگزیکٹو کو یہاں بلا کر ہمارے سامنے اُن سے جواب لیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ۔ حجی عارف محمد حسنی صاحب۔

**میر محمد عارف محمد حسنی (وزیر حکومتہ خزانہ):**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ملک صاحب کی قرارداد پر بڑی لمبی چھوڑی بحث ہوئی میں مختصر جواب دوں گا کہ غلط بلنگ کے حوالے سے جو انہوں نے بل پاس کیا ہے، اس کی ہم حمایت کرتے ہیں، بلکہ میں اضافہ کروں گا کہ بلوچستان میں ہمارے لوگوں کو یہ مسئلہ ہے کہ غلط بل بھجوائے جاتے ہیں۔ sorry یہ ملک صاحب کی قرارداد تھی کہ ریٹیں بہت زیادہ ہیں تو اسکی ہم حمایت کرتے ہیں اور ایک اضافہ میں یہ کروں گا کہ غلط بل بھجوائے ہیں۔ تو اس کی بھی نہ ملت کروں گا لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے تو میں اس کی تائید نہیں کرتا۔ اللہ کرے انشاء اللہ ہمارے ملک میں کبھی لوڈ شیڈنگ ختم ہو۔ مگر لوگوں کو یہ شعور دلانے کی ضرورت ہے کہ زمین کے نیچے پانی بہت کم ہے شاید اسیں بھی اللہ کی طرف سے کوئی بہتری ہوگی اب تک جو لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے، ہمارے علاقے میں اتنی لوڈ شیڈنگ ہے کہ ٹیوب ویل سمشی یا جزیرہ پر چلتے ہیں۔ مگر باقی علاقوں میں جہاں بجلی ہے، کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ اگر وہاں لوڈ شیڈنگ نہ ہو تو میرے خیال میں تین چار سال میں زیریز میں پانی ختم ہو جائیگا۔

اللہ کرے انشاء اللہ ہماری کوشش بھی یہی ہے کہ لوڈ شیڈنگ ختم ہو۔ مگر ہمیں لوگوں کو شعور دینے کی ضرورت ہے کہ اگر لوڈ شیڈنگ ختم ہو تو ہم پانی صائع کرتے ہیں، وہ صائع نہ کریں۔ شاہوانی صاحب نے کہا کہ جی مسئلہ یہ ہے کہ وہاں بانس گاڑ رکھ کر تاریں کھینچی ہوئی ہیں۔ تو ان سے request یہی کروں گا کہ ان کے علاقے میں اگر ہے تو ایم پی اے فنڈ جب آئے گا تو اس سے پیسے دیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو وہ تو ہم نے آپ نے فیدر دینا ہے اور کام کروانے ہیں ثناء بلوج صاحب اور دنیش صاحب نے کہا کہ چیف کیسکو کو بلا یا جائے۔ جناب اسپیکر! اسکی میں بھی حمایت کرتا ہوں آپکے چیزیں اگر گنجائش ہو تو یہاں آپ چیف کیسکو کو دو تین دن میں بلا لیں سارے ایم پی اے صاحبان کو بلا لیں تاکہ وہ اپنی بریفنگ بھی دے دیں اور پھر ان سے سوال جواب بھی کیا جاسکے۔ اقلیتی برادری کے ساتھ جو وہ لوگ کرتے ہیں دنیش صاحب نے جیسے بات کی مختلف علاقوں میں، اس کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں۔ اور ہم ملک صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ۔ جی ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ۔

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:**

شکریہ۔ میں صرف ایک کلیسر بیفلکشن کروں گا کہ اس قرارداد میں جو تو اعد کی رو سے یہ ہوتا ہے کہ یا کوئی ترمیم ہو تو دو دن پہلے اس کا نوٹس دیا جاتا ہے۔ تو یہ جو باقی اضافی باتیں ہوئی ہیں چونکہ یہ قرارداد تو صرف گھر بلوج صارفین کیلئے میں نے یہ بات کی تھی جس طرح منشہ صاحب نے فرمایا ہے۔ میں صرف اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ جو باقی ساتھیوں نے اپنی آر اپیش کی ہیں وہ اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہیں۔ لیکن ترمیم کے لئے یہ طریقہ کار ہوتا ہے کہ دو دن کا نوٹس ہونا ضروری ہے شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ ملک صاحب! اس میں ترمیم تو ہو نہیں رہی۔ قرارداد کی طرف آتے ہیں۔

آیا قرارداد نمبر 2 منظور کی جائے؟ کیا حکومتی پیچھہ بھی اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔

قرارداد منظور ہوئی۔

جناب ثناء بلوج صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 3 پیش کریں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:**

شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میری حکومتی اراکین کے ساتھ اس پر تھوڑی سی بات چیت ہوئی ہے۔

میں ابھی اس پر تفصیلًا میرا کیس ہے پیش کرنے کے لئے، لیکن وہ آج میں نہیں کروں گا کیونکہ آج ایوان میں ہمارے اراکین کی تعداد ابھی کم ہے ایک دواو قراردادوں پر بحث ہوئی۔ اس قرارداد کو آنے والے اجلاس کیلئے مؤخر کر دیں۔ تاکہ اُس وقت تک چیف منستر صاحب بھی آئیں گے اور باقی اراکین بھی ہوں گے اس کے لئے تیاری کریں گے۔ کیونکہ اسکا تعلق براہ راست بلوچستان کے مالی مفادات کے ساتھ ہے اور بلوچستان کے حق حاکمیت سے متعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی قرارداد جو انتہائی اہمیت کی حامل ہے اس کو یہاں بحث و مباحثہ کے بعد بغیر کسی understanding یا سمجھوتے کے، کہیں شائع نہ ہو جائے۔ اس بارے میں زمرک صاحب کیا کہیں گے۔ شکریہ۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی (وزیر حکومہ زراعت و کوآپریٹوں):

جناب اسپیکر! حقیقت میں یہ اہم قرارداد ہے اور اس میں ٹیکنیکل مسئلے بھی ہیں۔ مطلب قانونی تقاضے بھی اس میں پورے دیکھنے پڑیں گے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے ساحل و سائل پر یہاں کے اختیارات ہوں لیکن ہم وفاق سے جوبات کریں گے جیسے آپ نے کہا کہ اس پر بعد میں بحث کریں گے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس قرارداد کو defer کر دیں۔ چیف منستر صاحب بھی آئیں گے ان سے discuss کریں گے جو بھی طریقہ کار ہو گا ہم وفاق سے اُسی طریقے سے اس قرارداد کو لاٹیں گے۔ یا جو بھی کمیٹی بنائیں گے جو بھی طریقہ کار ہو گا اس کی طبق ہم آگے جائیں گے۔ ابھی اس کو defer کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ۔ معزز اراکین اسمبلی جس دن مناسب سمجھیں کیسکو کے چیف کو بریفنگ کیلئے لکھا جائیگا۔

تاریخ اور وقت کے تعین کے بعد اراکین اسمبلی کو آگاہ کیا جائے گا۔ اس قرارداد کو اگلے اجلاس کیلئے defer کیا جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 4 پیش کریں۔

#### قرارداد نمبر 4

جناب نصراللہ خان زیرے:

شکریہ۔ ہرگاہ کہ صوبہ کی زرعی فصلات جن میں سیب، ٹماٹر وغیرہ فصلات شامل ہیں۔ ایکسپورٹ کی سہولیات و انتظامات نہ ہوئیکی بنا اُن کی تعمیل انتہائی کم ہو کر رہ گئی ہیں بسا ایں وجہ زمیندار اُن پھل اور ٹماٹر کو چھیننے پر مجبور ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے صوبہ کے زمیندار سخت مالی مشکلات کا شکار ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے

سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ سیب اور ٹماٹر کو پیداون ملک ایکسپورٹ کرنے کی سہولیات و انتظامات کو یقینی بنانے کے لئے فوری عملی اقدامات کرے تاکہ صوبہ کے زمینداروں کو انکی محنت کا شمر مل سکے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد کی **admissibility** پر بات کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جناب اسپیکر! یہ بھی بہت ہی basic بنیادی قرارداد ہے۔ میں نے ایکسپورٹ کی بات کی لیکن ایکسپورٹ یہاں سے ہوتا ہے یہی نہیں۔ ہماری جو فصلات ہیں بلکہ اسکے بجائے امپورٹ کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ لے لیں ہمارا جو سب سے اہم پہل سیب ہے، 12 لاکھ ٹن سالانہ ہماری پیداوار ہے اور 12 لاکھ ٹن میں سے ہم جو ایکسپورٹ کرتے ہیں بڑے شرمناک قسم کا ہے صرف 10 ہزار ٹن ہم نے ایکسپورٹ کیا ہے۔ ایکسپورٹ کی بات تو دو رکی بات ہے بلکہ ہوتا یہ رہا ہے بالخصوص میں سیب کی بات کرتا ہوں کہ جب یہاں کا سیب چاہے وہ گاجا ہے تو رکلو ہے شین کلو ہے جب اس کی فصل جون کے بعد جولائی، اگست، ستمبر اور اکتوبر ابھی تک اُس سے پہلے اکتوبر ستمبر تک۔ تو اس دوران ایران سے ایک دم امپورٹ کیا جاتا ہے جب وہاں سے سیب آ جاتا ہے تو یہاں کے ہمارے زمیندار جنہوں نے اتنی محنت کی ہوئی ہوتی ہے وہ بیچارے اگر پنجاب پہنچا دیتے ہیں یا کسی اور جگہ وہاں وہ چھوڑ کے وہاں سے بھاگ کے نکل آتے ہیں کیونکہ وہ ٹکوں کا کرایہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح پیاز ہے کم از کم ہمارا صوبہ پانچ مارچ آٹھ ماہ تک تمام ملک کو پیاز فراہم کرتا ہے۔ کم از کم پانچ لاکھ ٹن سالانہ ہمارے صوبے کے پیاز کی پیداوار ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس ٹماٹر کا اگر آپ دیکھ لیں تو دس لاکھ ٹن سالانہ ہمارے صوبے کی پیداوار ہے یا آپ بیلے سے لے کر کے تمام علاقہ مسلم باغ، لورالائی ان تمام علاقوں میں ٹماٹر کی فصل ہوتی ہے۔ اسی طرح انگور کی سالانہ تین لاکھ ٹن پیداوار ہے۔ جناب اسپیکر! بدقتی سے ہوتا یہ رہا ہے یہاں سے ایران جو ہم سمجھتے ہیں زیادہ تر چاول ہمارے لوگ اُس میں خاص کر ہمارے صوبے کے بہت سارے کاروباری حضرات ہیں۔ لیکن ایران کی حکومت نے، جب اُنکا اپنا چاول تیار ہوتا ہے پھر وہ مکمل طور پر بارڈر کو seal کر دیتے ہیں ہمارا ایک بوری چاول بھی ایران داخل نہیں ہو سکے گا اُنکے قوانین اتنے سخت ہیں۔ لیکن ہمارے قوانین، اور ہمارے زمیندار بالکل بتاہی اور بر بادی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ اور بیچارے آپ یقین کریں آپ نے بازاروں میں دیکھا ہوگا کہ آج سیب کی کیا صورتحال ہے۔ بڑے بڑے ٹیلے رکھے ہوتے ہیں وہ نہ

خریدتے ہیں اور زمیندار بیچارے نقصان ہی نقصان میں ہیں۔ جناب اسپیکر! وفاقی حکومت اس کے لئے اس قسم کے انتظامات کرے کہ ہم اپنا سبب باہر بھجو سکیں۔ اگر وہ ہمارے سبب کو باہر ایکسپورٹ نہیں کر سکتے کم از کم وفاقی حکومت اپنے بارڈرز پر تو تحفی کر لے کہ وہ کسی اور جگہ کی جو فصلات اور پیداوار ہیں اُس میں سبب اور دیگر فصلات ہیں کم از کم وہ اپنے ملک کے اندر نہیں چھوڑے۔ اگر یہ ہو گا تو ہم اپنے زمینداروں کو کچھ فائدہ دے سکیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس حوالے سے ہمارے دیگر دوست بھی بولنا چاہیں گے تو میں تمام اراکین سے، اپوزیشن اور حکومتی پیغام سے میری استدعا ہو گی کہ وہ اس قرارداد کی حمایت کریں تاکہ ہم اپنے زمینداروں کو فائدہ دے سکیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ نصر اللہ زیرے صاحب! جی خیاء اللہ صاحب۔

**میر خیاء اللہ لاغو:**

شکریہ۔ کیسکو کی کارستینیوں کا تو دوستوں نے تفصیل سے ذکر کیا اور آپ نے رولنگ بھی دی ہے کہ اُسکو بلا کیں گے جس کی وجہ سے پورا سال ہمارے زمیندار قرضوں میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ کبھی ٹرانسفار مر اور دیگر مشینری کے اخراجات بڑھتے ہیں۔ صبح سے شام تک وہ اپنے پورے خاندان کے ساتھ محنت کرتے ہیں جب فصل تیار ہوتی ہے تو بیزار ہے وہ اپنے پرانے قرضوں کو ادا کریں وہ بھی جب تیار ہوتی ہے تو اس میں ہمیں ضرور اپنی فارن پالیسی کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ لیکن فارن پالیسی سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لوگ ہمارے عوام بھوک سے مرجائیں گے۔ تو میں اس قرارداد کی اپنی پارٹی کی طرف سے مکمل حمایت کرتا ہوں۔ کہ سبب ہو ٹھاڑ ہو یا آلو اور دیگر فصلات ہوں اُن کے لئے فی الفور حکومت اقدامات کر کے بارڈر کو بند کرے تاکہ ہمارا زمیندار طبقہ اُس فصل کا فائدہ اٹھا سکیں۔ بہت شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ۔ جی ملک نصیر احمد شاہو اونی صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہو اونی:**

جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس کی اہمیت اس لئے بہت زیادہ ہے کہ جہاں تک اس صوبہ کی زرعی معیشت کا دار و مدار ہے 80 فیصد لوگوں کا بلوچستان کے عوام کا واسطہ یا تو زراعت سے ہے یا گہے بانی

ہے۔ اور ہمارے ہمسایہ ممالک میں جو زراعت ہوتی ہے اُسکی cost of production بہت کم ہے اور بلوچستان میں جو ہم فصلیں آگاتے ہیں تو اُس میں اُنکی پیداواری لاغٹ بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ کھاد ہمیں مہنگا ملتی ہے جکلی ہماری مہنگی ہے دوسرے زرعی آلات ہمارے مہنگے ہیں بد قسمتی یہ ہے کہ اسکے باوجود کہ اس صوبہ کے اندر جس طرح دوستوں نے ایک مثال دی کہ 12 لاکھ ٹن کے قریب ہمارا سیب ہے جو ہماری ضروریات سے بہت زیادہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم اسکو ایکسپورٹ کرتے اور ملک کے لئے زیرِ مبادلہ کماتے۔ لیکن نہ جانے ہمیں کیا پڑی ہے کہ غیر قانونی طریقے سے ہمارے ہی ملک میں اتنا زیادہ سیب ہونے کے باوجود پھر بھی ایران سے یہاں سیب پہنچ جاتا ہے جبکہ ہمارے صوبہ میں، جس طرح نصراللہ خان نے کہا کہ تین لاکھ ٹن سے زیادہ انگور پیدا ہوتا ہے چار لاکھ ٹن کے قریب پیاز اور پندرہ لاکھ ٹن کے قریب ٹھماٹر پیدا ہوتے ہیں۔ کھجور چار لاکھ ٹن کے قریب پیدا ہوتی ہے۔ اُسکے باوجود قریب ہمسایہ ممالک سے غیر قانونی طریقے سے جناب اسپیکر! غیر قانونی طریقہ یہ ہے کہ ایک توجہنا مال ہمارے ملک میں آ جاتا ہے چاہے وہ چن بارڈر سے آتا ہے یا یقٹان بارڈر سے یا طور خم بارڈر سے آتا ہے۔ اس وقت اُنکے پاس کوئی امپورٹ پرمٹ نہیں ہے۔ اور جب ان کے پاس امپورٹ پرمٹ نہیں ہے تو اس کے باوجود یہ مال کس طرح ہمارے ملک میں پہنچ جاتا ہے؟ تو پھر وہ بلوچستان کا زمیندار جو اتنی بڑی خشک سالی جو گزشتہ آٹھ سالوں کی طویل خشک سالی اس صوبہ میں رہی اُسکے بعد پھر ہنوز ایک اور خشک سالی گزشتہ کی عرصے سے جاری ہے اور پورے سال میں جب ہمارے زمیندار محنت کر کے ایک فصل پیدا کرتے ہیں اُن کو اپنی منڈی میں اگر اُس فصل کا معاوضہ نہ ملے تو میرے خیال میں اتنے زیادہ تعداد میں لوگ جو ہمارے اس صوبہ میں بستے ہیں اگر ان کو روزگار نہیں ملیں گے تو کم از کم وہ نوجوان جو آج بہت ساری معاشرتی برائیاں اس صوبہ میں جنم لے چکی ہیں تو پھر وہ اُن کے رحم و کرم پر چلے جاتے ہیں۔ جہاں تک اس صوبہ کی فصلات کا تعلق ہے جناب اسپیکر! تو ایک زمانہ تھا جب سیب ایکسپورٹ ہوتا تھا پندرہ ہزار ٹن کے قریب ہم سیب ایکسپورٹ کرتے تھے۔ سری انکا تک بلوچستان کا سیب جاتا تھا بگہہ دلیش سیب اور انگور جاتے تھے۔ 2008ء سے 2000ء تک ہم ڈھا کہ کو انگور ایکسپورٹ کرتے رہے ہیں۔ لیکن آج بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے صوبہ میں اتنے زیادہ چل اور سبزی کی فصلات ہونے کے باوجود بھی چند لوگ۔ میں چند

لوگ کہتا ہوں جس طرح نصراللہ خان نے کہا کہ جو ایران کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں ایران کی جو اپنی کرنی ہے وہ بہت de-value ہے اُسکے بد لے وہاں سے وہ لوگ کوئی نہ کوئی آئندہ لے آتے ہیں۔ پنجاب کی منڈیاں لے لیں صحیح سے شام تک آپ کو میرے خیال میں درجنوں ٹرک پیاز کے لاہور کی منڈیوں میں ملیں گے۔ اور اس وقت جناب اسپیکر! صرف لاہور کی منڈی میں بلوچستان کے 70 لاکھ سیب کی پیٹیاں پڑی ہوئیں ہیں، ایک ہی شہر کے اندر اتنی پیٹیاں ہیں۔ جب ہمارا سیب اتنا زیادہ ہے جس کے اپنے ہی ملک میں کوئی خریدار نہیں ہے تو ہمیں کیا پڑا ہے کہ ہم کسی غیر قانونی طریقے سے ہمارے ملک میں سیب آجائے اور اس سے ہمارے زمیندار کی حوصلہ شکنی ہو۔ تو ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے وزیر زراعت خود زمیندار ہیں اور انکو بھی ان چیزوں سے دچکپی ہے۔ اور گزشتہ دنوں وزیر اعلیٰ سے ہماری ملاقات ہوئی اس مسئلے پر وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بھی بنائی اور انکی سربراہی میں تو میرے خیال میں یہ قرارداد جو ہے اپوزیشن کی بھی ہے اور حکومتی ارکان کی بھی ہے، ایک مشترکہ قرارداد ہے کیونکہ یہ صوبے کا مسئلہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ کمیٹی بھی اپنا کام کرے اور اس ایوان کے اندر بھی اس پر بحث ہو۔ تو اس قرارداد کو ہم اس طرح سمجھتے ہیں کہ ہمارے صوبے کی قرارداد ہے اس لئے اس کو فی الفور منظور کیا جائے۔ مہربانی۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ۔ جی جمالی صاحب۔

**میر عمر خان جمالی:**

شکریہ جناب اسپیکر۔ نصراللہ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی پوری حمایت کرتے ہیں، لیکن اس میں کچھ چیزیں ہیں جو ہم وزیر زراعت صاحب سے عرض کریں گے۔ پہلے تو جس چیز کی فصل ہونی ہو، کم از کم اس فصل سے تین ماہ پہلے اس فصل کیلئے پالیسی بنائی جائے، کیسے اُسکی اگائی ہو، کیسے اُس کی خرید و فروخت ہو، اور کیسے اُس کی مارکیٹنگ ہو۔ چاہے وہ ٹماٹر کی ہو، سیب کی ہو یا دیگر جتنی بھی فصلیں بلوچستان میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں پر ناڑک فصلیں ہیں جیسے کہ فروٹ یا سبزی، اُنکے لئے اُنکے اضلاع میں سٹور تج کا بندوبست کیا جائے۔ تاکہ

زمینداروں کو اُنکے مطابق نرخ ادا کیئے جاسکیں اور آئندہ کلینے کسی قسم کے نقصان سے وہ بچ سکیں۔ صرف پانی کے مسئلے کیسکو کے مسئلے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ زمینداروں کو جب تک اُنکے proper نرخ نہیں ملیں گے تو اُنکے لئے آگے زندگی گزارنا کافی دشوار ہو جائیگا۔ اسی حوالے سے میں عرض کرتا چلوں۔ کہ اگر تین ماہ پہلے پالیسیاں بنائی جائیں گی تو ظاہری بات ہے کہ صوبے کی سطح پر اضلاع کی سطح پر یہ چیزیں دیکھی جائیں گی۔ کوئی فصل کہاں کی جائیگی، کتنی معیاد میں کی جائیگی وہاں پانی کی اوست طیار کیا ہے، اور اُسی حساب سے ہر ضلع میں سرکاری کی طرف سے سٹوریج بنائی جائیں گی۔ تو جناب اپنیکر! میں سمجھتا ہوں ہماری زراعت ہمارے زمیندار اور ہمارا صوبہ انشاء اللہ آگے بڑھتا رہیگا۔ کیونکہ صرف باہمی کرنے یا قرارداد پیش کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہمیں اس پر پوری طریقے سے عملدرآمد کرانا چاہیے، ہمیں ایسی پالیسیاں بنائی چاہئیں جو ماضی میں کبھی بھی نہ بنی ہوں۔ ہمیں مستقبل کلینے دیکھنا اور مستقبل کے بارے میں ہی سوچنا ہے۔ تو جناب اپنیکر! اسی وجہ سے میں وزیر زراعت سے عرض کروں گا کہ ایسی پالیسیاں بنائی جائیں کہ آنے والے وقت میں کم از کم ہم جو یہاں اس وقت موجود ہیں، ارکان اسمبلی، جب یہاں سے رخصت ہوں تو سرخ رو ہو کے جائیں، پانچ سالوں کے بعد انشاء اللہ۔ اور ہم پورے بلوچستان کے لئے پالیسیاں بنائیں۔ کیونکہ جیسا کہ گندم کلینے فوڈ ڈیپارٹمنٹ آتا ہے، اسی طریقے سے ہر فصل کلینے بلوچستان میں پالیسی بنائی جائے کہ کوئی بھی crop ہو چاہے وہ پھل ہو، سبزی ہو، گندم ہو، چاول ہو، سب کلینے ایسی پالیسی بنائی جائے کہ اگر زمیندار کو کہیں پر نقصان ہو تو حکومت میں اتنی capacity ہوئی چاہیے جناب اپنیکر! کہ وہ زمیندار سے direct اُنکی زمینوں پر اس نرخ پر وہ چیزیں خریدے، اسی طریقے سے یہ چیزیں آگے بڑھتی رہیں گی اور ہم لوگ ترقی کرتے رہیں گے۔ شکریہ۔

(اس مرحلہ پر چیئرمین میر یوسف عزیز زہری صاحب صدارت کی کرسی پر متنکن ہوئے)

جناب چیئرمین:

جی حاجی محمد خان لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی: شکریہ چیئرمین صاحب۔ جیسا کہ نصر اللہ ذیرے صاحب آج جو قرارداد لے آئے ہیں میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں، کیونکہ یہ میرے حلقے سے اور علاقے، ویسے یہ پورے

بلوچستان کا مسئلہ ہے کیونکہ میر اعلاء بھی اسمبلی آرہا ہے میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں ٹھماڑیا سیب کے حوالے سے۔ اس وقت اگر آپ دیکھ لیں تو یہاں سردیوں کے سیزن میں جیسے ایران کا بارڈر کھلتا ہے تو وہیں کی سبزیاں اور پھل یہاں آتے ہیں تو یہاں کی سبزیوں اور پھلوں کے ریٹ گر جاتے ہیں۔ سردیوں کے سیزن میں خصوصاً ہمارے سبی ڈویژن اور نصیر آباد ڈویژن، ان علاقوں میں ٹھماڑی، سبزی یا پیاز وغیرہ جو کاشت کی جاتی ہے تو اسی دوران ہمارے اکثر زمیندار حضرات خاص کر سندھ سائیڈ یا لاہور، فیصل آباد ان علاقوں میں فروخت کرنے کیلئے لے جاتے ہیں تو اسی دوران ہمارا پڑوسی ملک انڈیا اپنابارڈر کھول دیتا ہے وہاں سے سبزیاں یا پیاز وغیرہ درآمد شروع کرتے ہیں تو یہاں خاص کر ٹھماڑ کاریٹ گر جاتا ہے۔ اور ایسے بھی ہوا ہے کہ زمیندار یہاں سے ٹھماڑ کے ٹرک لے کے گئے ہیں اُن علاقوں میں تو قیمت گرنے کی وجہ سے اُن کو اتنا پیسہ بھی نہیں ملا ہے اور ان ٹرکوں کے کرائے کے پیسے بھی پورے نہیں ہوئے ہیں۔ حالانکہ اُن کو وہاں، کوئی کہتا ہے گروئی دے کر کے، اگلا سیزن جب اچھا ہو جائیگا۔ ایک ماہ میں جتنے ہمارے پیسے ہیں، ہم آپ کے قرض دار ہیں، ہم آپ کو پہنچائیں گے فی الحال آپ ہمیں چھوڑ دیں تاکہ ہم اپنے گھروں کو جائیں تو آپ کے پیسے بھج دیں گے۔ ایسے بھی واقعات ہوئے ہیں۔ تو میرا کہنے کا یہ مقصد ہے کہ جب تک ایسے ہمارے علاقے کے انаж اس میں گندم بھی ہے چاول ہے مختلف اس میں آتے ہیں سبی اور ٹھماڑ کے حوالے سے تو اسی دوران اُن بارڈروں کو بند کیا جائے تاکہ ہمارے زمینداروں کو اپنے علاقے میں جو اچھا ریٹ مل جائے۔ جیسے نصیر احمد بھائی نے بتایا کہ ایران کا سیب جب یہاں آتا ہے، تو یہاں ہمارے سیب کا ریٹ گر جاتا ہے۔ تو اس حوالے سے میں اس ایوان کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ایک پالیسی بنائی جائے، چاہے خوارک کے حوالے سے ہو، چاہے ایگر یکچھر کے حوالے سے ہوتا کہ زمینداروں کو فائدہ ہو جائے۔ ایسے زمیندار ہیں کہ وہ سود کے پیسے لیکر ٹھماڑ یا گندم کاشت کرتے ہیں اگر ان کو ریٹ نہیں ملتا تو وہ اپنی زمینیں بچ کر قرض دار ہو جاتے ہیں تو اس حوالے سے ثبت پالیسی بنائی جائے تاکہ زمینداروں کو فائدہ ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین:

جی اچزی ٹی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنگزی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوں):

شکریہ جناب چیئرمین صاحب نصر اللہ صاحب جو قرارداد لائے ہیں، اس سے پہلے جوان کی قرارداد تھی اُس پر بھی میں نے ذکر کیا تھا، As a Agriculture Minister اس پر زمیندار ایکشن کمیٹی سے ہماری تفصیلی بات ہوئی تھی، نصیر شاہوی صاحب کی قیادت میں جب چیف منستر صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی تھی export import کے حوالے سے خاص کر جو import ہوتا ہے جو بھی فروٹ ہے بلوچستان آتا ہے اس حوالے سے، تو اس پر میں نے ذکر بھی کیا تھا کہ ہماری کمیٹی بن گئی ہے میں اس کا چیئرمین ہوں اور اس میں زمیندار ایکشن کمیٹی کے مزید لوگ شامل ہیں، وہاں ہمارے سیکرٹریز ہیں اور ہمارے ممبر زمینداری ہیں ہمارا تعلق زمینداری سے ہے ہمارے ایم پی ایز انکو بھی ہم بلا کمیں گے۔ انشاء اللہ ایک دو دن میں ہم اُس کمیٹی کا جلاس بلا کمیں گے۔ اور پھر ہم اسکی ترجیحات اور تجاویز بنائے آگے لے جائیں گے۔ جناب چیئرمین! اصل مسئلہ جو اٹھا رہوں ترمیم کے بعد آ رہا ہے، ایگری کلچر ایک provincial subject ہے اس میں جو import لا سنس ہوتے ہیں جو کامز اور پروڈکشن منسٹری سے تعلق رکھتے ہیں یہ بھی فیڈرل کے ساتھ tackle کرنا پڑے گا کہ یہ لا سنس جو issue ہوتے ہیں جو fruit and vegetable باہر سے آتے ہیں یہ وہاں اسلام آباد سے الیٹو ہوتے ہیں۔ ہم نے تجاویز دیں، ہماری زمیندار ایکشن کمیٹی والوں سے بات ہوئی کہ ہم ایک شیدول بنائیں گے کہ جب بھی ٹماٹر کا سیزن ہوگا۔ سیب کا سیزن ہوگا۔ انگور کا سیزن ہوگا۔ پیاز کا سیزن ہوگا، ان سیزن میں ہم کم از کم اپنا import بند کر دیں۔ پھر تین ماہ کے بعد ہمارے بلوچستان کے زمیندار ہیں خاص کر سیب جو ہمارے سر دعاؤں میں پائے جاتے ہیں، وہاں اسکے باغات ہیں اور اسی طرح ٹماٹر پورے بلوچستان میں ہوتا ہے ان کا ایک سیزن ہوتا ہے، اُس سیزن میں کم از کم ایران سے یا افغانستان سے یا انڈیا سے وہ ہمارے زمینداروں پر اثر انداز نہ ہو، ہم اپنا ایک شیدول اس طرح بنالیں پھر فیڈرل کے سامنے رکھ دیں کہ بھائی کم از کم اس سیزن میں آپ لا سنس یا اجازت نامہ نہ دے کہ انکے فروٹ اور سبزی بلوچستان میں آجائے۔ اور اس حساب سے ہم چلیں گے ہم اپنے زمینداروں کو جتنا فائدہ ہو سکے ہم ان کو پہنچائیں گے۔ ایک ہفتہ پہلے ہماری ایگری کلچر اور مارکیٹنگ کے حوالے سے ایک میٹنگ ہوئی تھی

جہاں تحریک انصاف کی لیڈر شپ اُس کو چیز کر رہی تھی اُس میں صوبائی وزیر ایگری ٹکھر پنجاب اور خیبر پختونخوا، میں اور فیڈرل سیکرٹریز بھی موجود تھے۔ میں نے وہاں یہ سوال اٹھایا کہ یہ پروشل سمجھیکٹ ہے اس پر ہمارے اختیارات ہونے چاہئیں، زیادہ تر زراعت پر۔ اور آپ کس قانون کے تحت اس چیز کو صوبوں کے معاملات کو اپنے کنٹرول میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں؟ تو وہاں جہاں ٹکھر ترین صاحب بھی موجود تھے، انہوں نے کہا کہ نہیں ہم یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے معاملات میں مداخلت کریں ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ کی مدد کریں۔ پھر میں نے کہا کہ ہمیں بلوچستان کو وفاق کی ضرورت ہے آپ ہمیں فنڈنگ کریں ہماری زراعت کو بچائیں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ پاکستان میں ہمارا صوبہ سب سے امیر ہے لیکن دنیا میں سب سے top پر غربت اور جہالت کی زندگی گزارنے والا ہمارا صوبہ ہے، کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے وفاقت ہمارے حقوق نہیں دے رہا ہے ہمیں ہمارے ساحل و وسائل پر اختیارات نہیں دے رہا ہے جس طرح ہم چاہتے ہیں، دے دو ہمیں اپنی چیزیں۔ انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم بلوچستان میں زراعت کے شعبے میں مکمل تعاون کریں گے۔ اور آپ کا جو PSDP آیا next یا اسی میں آپ revised PSDP بنائیں ہم آپ کو فنڈنگ کریں گے۔ اور اسی حوالے سے بھی ہم نے بات کی کہ ہمارا جو export import ہو رہا ہے اس سے ہمارے زمینداروں کو نقصان ہو رہا ہے اُنکو کچھ نہیں مل رہا وہ پورا سال اس باغ اور اس بھیت باڑی کے لئے انتظار کرتے ہیں کہ جی اگلے سال کچھ آمدن ملے گی اس سے اپنے خاندان اپنے بچوں کو بچائیں گے۔ لیکن عین وقت پر ایران اور افغانیا سے import شروع ہو جاتا ہے۔ اور پنجاب میں ٹماٹر کی فی کریٹ 280 میں بھک جاتا ہے، اور اس پر خرچہ ڈھائی سو آتا ہے 30 روپے زمیندار کے لئے بچتے ہیں اس میں زمیندار کیا کریگا۔ جب ان دو مالک سے import شروع نہیں ہوا تھا تو ایک کریٹ ٹماٹر 15 سو 2 ہزار میں بھک رہا تھا اس سے ہمارے زمیندار تباہ و بر باد ہو گئے۔ شاہوائی صاحب کو صحیح طریقے سے پتہ ہے۔ لہذا اس کو ایک مشترکہ قرارداد بنائی جائے، پوری اسمبلی سے اس ترمیم کے ساتھ اور ہم ان کے ساتھ دینیں گے۔ ہماری خواہش یہی ہے، ہماری گورنمنٹ کی۔ ابھی تک ہمارا ایک ماہ بھی پورا نہیں ہوا ہے۔ میں نے اُن سے پہلے بھی کہا تھا کہ زراعت میں آپ ساتھ دیں کیونکہ ہمارے 80% لوگوں کا دار و مدار اسی زراعت پر ہے۔

اس کے ساتھ دینگے انشاء اللہ آگے چلیں گے، اس یقین دہانی کے ساتھ کہ ہم نے فیڈرل میں اس issue کو اٹھایا ہوا ہے۔ اور ہماری کمیٹی یہاں پہلی میئنگ کر گئی شاہوانی صاحب ہمارے ممبر کے ساتھ آپ کی کمیٹی کے ساتھ اور ہم یہاں اپنی تجاویز اُن قانونی تقاضوں کو دیکھ کر، کہ ہم کیا چیزاں پنے ہاتھ میں لاسکتے ہیں۔ اور ہم فیڈرل سے import کا لائنس بھی لینے کی کوشش کریں گے، تاکہ ہم صوبائی سطح پر اس کو لے آئیں اور اس شیدول کے ساتھ ہم آگے چلیں اور ہم اپنے زمینداروں کو فائدہ پہنچا سکے۔ تو اس یقین دہانی کے ساتھ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں، اور آپ کی میئنگ بھی بلا تینیں گے اور آگے چلیں گے thank you very much۔

جناب چیرمن:

قرارداد نمبر 4 پر کافی بحث ہوئی، آیا اس کو مشترک قرارداد کی شکل میں منظور کیا جائے؟

قرارداد منظور ہوئی۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ اپنی قرارداد نمبر 5 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 5

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ:

شکریہ جناب اپیکر، یہم اللہ العزیز حمن الرَّحِیْم۔ کوئٹہ شہر و گرد و نواح کو پینے کے صاف پانی کی غرض سے 7 ارب روپے سے زائد لاگت کا ایک بڑا منصوبہ (کوئٹہ والٹ پروجیکٹ) کے نام سے شروع کیا گیا ہے جس میں شہر کے دیگر علاقوں کے علاوہ حلقة 25 کی یونین کوسلز جن میں نواں کلی، کوتوال، کلی عمر، شیخ ماندہ، خیزی، سمنگلی اور ان سے ملحق علاقوں کے پانی کے پانپ بھی بچھادیے گئے ہیں لیکن تاحال ان یونین کوسلوں اور ان سے ملحقہ علاقوں کو پینے کا پانی فراہم نہیں کیا جا رہا۔ علاوہ ازیں یہ بھی طے پایا تھا کہ تکتو کے دامن میں بورزگانے جائیں گے لیکن اب تک ذکورہ علاقے میں حسب ضرورت پانی کے بورز نہیں لگائے گئے۔ جس کی وجہ سے علاقے کے لوگ پینے کے پانی کی بوند بوند کوترس رہے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ کوئٹہ شہر و گرد و نواح اور حلقة 25 کی یونین کوسلز جن میں نواں کلی، کوتوال، کلی عمر، شیخ ماندہ، خیزی، سمنگلی اور ان سے ملحق علاقے شامل ہیں جہاں پانی کے پانپ بھی بچھادیے گئے ہیں۔ ان کوفوری طور پر پانی کی فراہمی جلد از جلد یقینی بنانے کے لیے تکتو کے دامن میں حسب ضرورت پانی کے بورزگانے کو یقینی بنایا جائے تاکہ کوئٹہ شہر کے عوام میں پائی جانی والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمه اور ازالہ ہو سکے۔

جناب چیرمن: ملک سکندر صاحب! آپ اس کی admissibility پر وضاحت فرمائیں گے۔

**ملک سکندر خان ایڈو کیت:**

جناب چیئرمین - جناب چیئرمین! کوئٹہ شہر کی مختلف وجوہ سے جو صورتحال ہے وہاں اسکی بنیادی ضروریات میں کمی بھی ہے اور انکو پوری کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ کوئٹہ شہر کے population لیے تھا لیکن اب تقریباً بلوچستان کے ہر صاحب استطاعت کا گھر کوئٹہ میں ہے۔ اور کوئٹہ کی آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ پہلے کوئٹہ کے بارے میں جو تصورات تھے، پیس، فلاں فلاں یہ ساری چیزیں اب مفقود ہیں، انکا تصور بھی نہیں ہے۔ یہاں لوگ پانی کے لیے انتہائی پریشان ہیں۔ بچھلے سالوں میں ایک بہت بڑا پروجیکٹ کوئٹہ واٹر سپلائی پروجیکٹ کے نام سے یہاں launch کیا گیا ہے تاکہ پورے کوئٹہ کو smoothly پانی فراہم کیا جائے۔ اس میں طے یہ ہوا تھا کہ نکتوں کے دامن بورزاگائے جائیں گے اور پھر پائپ لائن کے ذریعے نواں کلی بائی پاس سے ہند کی طرف جاتا ہے یہاں ایک reservoir بھی بنایا جائے اور اس کے اوپر اگر ایک overhead tank بنایا جائے۔ نیچے زمین میں پائپ تقریباً تمام کوئٹہ میں بچھائے گئے ہیں اب اس کا یہ ہے کہ source 7 ارب روپے pipes پر خرچ کیے گئے ہیں لازمی تو یہ تھا کہ پہلے source پیدا کیا جاتا اور پھر اس کی supply کے ذریعے ڈھونڈے جاتے۔ اب تک نہیں ہے زمین کے اندر وہ pipes سالوں سے پڑے ہوئے ہیں وہ گل سڑ جائیں گے۔ اور وہ پیسے بھی ضائع ہو جائیں گے، source بھی نہیں ہے اور اس طرح یہ اربوں روپے زمین کے اندر ڈھنس جائیں گے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ منصوبہ بندی کے تحت اس کوئٹہ شہر کو جس طریقے سے اربوں روپے اس پائپ پر خرچ ہوئے ہیں، تمام علاقوں اور خاص کر میرا حلقة، تمام حلقوں میں یہ pipes بچھے ہوئے ہیں۔ یہ کب ہو گا اس کی کوئی بات نہیں ہو رہی؟ کب اس پر عملدرآمد ہو گا اس سلسلے میں بھی اب تک کوئی وضاحت نہیں آرہی۔ آج ٹریویری پنچر کے میرے بھائی تشریف فرمائیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس project کو باعمل کیا جائے اور ایک منظم طریقے سے جس طرح اسکا حق بنتا ہے اس طریقے سے source کو فوری طور پر مہیا کیا جائے۔ اور پھر reservoir میں یہ پانی storage کیا جائے اسکے اوپر over-head tank بنائے جائے۔ پورے کوئٹہ کو پانی سپلائی کیا جائے۔ تو کوئٹہ کے پانی کی یہ پریشانی دور ہو جائے گی، بہت شکر یہ اسپیکر صاحب۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ جی احمد نواز صاحب!

**جناب احمد نواز ملوچ:**

شکریہ، ملک سکندر صاحب! آپ نے جو قرارداد پیش کی ہے ہم اُسکی مکمل حمایت کرتے ہیں اس

تائید کے ساتھ کہ اس ایوان میں پانی کے مسئلے پر اسکو غور سے سن جائے۔ جناب چیئرمین! جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ کوئی نہ میں پانی کا خاص مسئلہ ہے، ہمارے گرد و نواح میں ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے کوئی نہ میں پانی کی شدید قلت ہے۔ تو اس حوالے سے ملک صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے ہم اُسکی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی نہ کے پہلے 6 حلقات تھے ابھی 9 حلقات ہو گئے ہیں۔ جس میں ملک صاحب کا بھی حلقة آتا ہے میرا اور ملک نصیر کا بھی حلقة آتا ہے۔ تو ان علاقوں کو بھی منظر رکھتے ہوئے۔ جی سریاب پر میں آرہا ہوں کیوں کہ بار بار سریاب کا نام لیتے ہوئے میرا نام سریاب رکھ دیا ہے۔ تو سریاب کے مختلف علاقوں میں پانی نہ ہونے کی صورت میں لوگوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور دشمن میں جو ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں انکے پانی کو کوئی کی طرف لے آئیں اور اس کے علاوہ کوئی نہ میں جو 117 ٹیوب ویل inactive ہیں ان کو active کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ جو ہمارا کرنسی کا علاقہ ہے اس میں ڈیمز کے لیے اتنی گنجائش ہے کہ آنے والے دونوں میں ہمارے MPA ملک نصیر صاحب نے مرتب کی ہے، تو اُس میں جو بھی ہمارے ساتھ donors ہیں یا ہمارے جتنے بھی MPAs ہیں ہم ان کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ بھی اس پروگرام میں آجائیں تاکہ اُس علاقے کو ہم ایک تو سیر آب کریں یا جو پانی وہاں چلتیں سے آتا ہے اس میں وہ سارا بہرہ رہا ہے۔ اگر کرنسی میں ڈیمز بنائے جائیں اور کوہ مردار یا تنتو میں تو میرے خیال میں کوئی کے پانی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ منگی ڈیم جو بن رہا ہے اس کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے تاکہ کوئی میں پانی کا مسئلہ حل ہو جائے۔ سریاب میں پانی کا یہ حال ہے کہ ہزار گنجی سے جو میں پائپ آرہا ہے اس سے سارے ہمارے سروں سٹیشنوں کو کنکشن دیتے گئے ہیں۔ تو میں اس ایوان کے توسط اور آپ کے توسط سے اُن تمام سروں سٹیشنوں کے، جو کوئی شہر میں صاف پانی سے گاڑیوں کو دھویا جا رہا ہے انکے کنکشن منقطع کیتے جائیں۔ بہت شکریہ۔

**جناب چیئرمین:**

جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:**

thank you جناب چیئرمین! ملک صاحب کی قرارداد انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

جناب چیئرمین! ملک صاحب نے اپنی قرارداد میں کوئی greater water supply project کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک ایسا project تھا جس کے لئے کم و بیش اُس وقت 18 ارب روپے سے زائد رکھے گئے تھے۔ پہلے phase میں آج سے دس پندرہ سال پہلے مانگی ڈیم بنانا تھا، حملک ڈیم بنانا تھا پھر ان دونوں ڈیمز سے

کوئٹہ کے لیے پانپوں کے ذریعے آپ نے چار پانچ جگہ پانی کو boost کر کے کوئٹہ پہنچانا تھا، اور اسکے لیے کوئٹہ شہر میں نواں کلی، ایوب اسٹیڈیم، ایسٹرن بائی پاس سریاب روڈ پر بڑے بڑے reservoirs بنانے تھے۔ لیکن پھر جب reservoirs بن جاتے تو تمام شہر interconnect ہوتا پانی کا پھر نہیں ہوتا کہ آپ ڈائریکٹ والٹر سپلائی سے لوگوں کو پانی دے سکیں۔ لیکن بد قسمتی سے یہ project اس حد تک ہوا کہ کوئٹہ شہر میں واسا کے اُس وقت کے ڈائریکٹر کے مطابق کوئی تین چار ہزار سے زائد کلو میٹر کا صرف پانچ بچھایا گیا، یہ کام ہوا۔ اور دوسرا کام یہ ہوا ہے کہ ڈشٹ کے ٹیوب ویل جس کا ذکر میرے دوست نے کیا اور کوہ مردار کے دامن میں ٹیوب ویل لگائے گئے، یہ دو کام ہوئے۔ یہ دونوں کام اُس project کے phase iii میں شامل تھے لیکن اُس وقت کرپشن کی خاطر صرف پانچ بچھایا گیا۔ کوئی 9 کے قریب ٹیوب ویل لگائے گئے، جو ڈشٹ کے ٹیوب ویل ہیں ان کا یہ حال ہے اُن کا ایک قطرہ پانی بھی اس شہر کو نہیں پہنچتا۔ تو یہ بڑا تلخ تجربہ ہے، جس کا ملک صاحب نے ذکر کیا۔ وہ project ختم ہوا پھر پچھلی حکومت نے جو کام کیا، جو پہلے phase میں ہونا چاہیے تھا، وہ مانگی ڈیم کا تھا اُس کا ٹینڈر ہوا اُسکا افتتاح ہوا، آج اُس ڈیم پر کام شروع ہے شاید اس پر بھی اب سست رہی کا شکار ہے۔ ہماری موجودہ حکومت کو اُس کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔ دوسری بات project میں یہ بھی تھی کہ آپ نے ہلک ڈیم بنانا تھا، کیا اُس کا project کس حد تک آگے بڑا ہے، اُسکا PC1 بنائے یا ابھی تک نہیں بنائے۔ دوسراؤس میں برجن عزیز خان ڈیم بنانا تھا۔ اب ہمارے ملک صاحب نے جو کہا کہ ٹیوب ویل لگانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اب بڑی alarming position ہے جناب چیئرمین! کہ ہمارا جو geostatistical graph ہے۔ ابھی جب آپ ایک ہزار فٹ سے نیچے جائیں گے، 11 سو فٹ سے چار ہزار فٹ تک آپاکا hot plate ہوگا جسے پتوں میں میٹ کہتے ہیں اُس میں پانی نہیں ہوگا۔ تو بڑی alarming position ہے اسکے لیے یہ ضروری ہے۔ ٹھیک ہے ہم نے ٹیوب ویل زگائے ہیں۔

**جناب چیئرمین:**

زیرے صاحب ذرائع تھر کریں تاکہ دوسرے ارکین کی رائے لے لیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جی ہاں۔ اس میں میری حکومت سے یہ استدعا ہو گی کہ جو ہم نے propose کیے ہیں مانگی ڈیم، ہلک ڈیم اور برجن عزیز خان، ان پر کام تیز کرے، باقی کوئٹہ کے آس پاس جتنے بھی catchment areas ہیں اُن پر آپ ڈیم بنائیں جن سے کوئٹہ کے پانی کا کم سے کم 50% مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر ہم نے

یہ ڈیم نہیں بنائے صرف ٹیوب ویل پر اکتفا کیا تو یہ ٹیوب ویل خنک ہو جائیں گے۔ دوسرا بات وزیر خزانہ صاحب! آپ سے میری استدعا ہے کہ کوئی میں واسانے پچھلے پانچ چھسالوں میں کوئی ایک سو بیس ٹیوب ویل لگائے ہیں جو running position میں ہیں لیکن وہ ابھی تک take-over نہیں ہو رہے ہیں۔ واسانہ میں نہیں لے رہی ہے اُسکی بلنگ کا مسئلہ ہے، بڑا ایشو ہے، بہت سارے ٹیوب ویل اس وجہ سے بند پڑے ہیں۔ تو اس فائل پر چیف منستر صاحب نے بھی agree کیا ہے CS صاحب نے بھی کیا ہے ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب کے آفس نے بھی کیا ہے۔ اب وہ فائل آپ کے سیکرٹری خزانہ اور آپ کی ٹیبل پر ہے اگر اس فائل کو آپ approve کریں اور یہ ایک سو بیس جتنے بھی ٹیوب ویل ہیں ان کے لیے آپ بجٹ مختص کریں تو شاید کوئی کے پانی کا مسئلہ کسی حد تک عارضی طور پر حل ہو سکے گا۔ جی کوئی شہر کے مختلف نواحی کی سریاب تک مختلف علاقوں میں یہ ٹیوب ویل واسانے لگائے ہیں، لیکن اب ان پر کیسکو کے بل بقا یا جات ہیں، ہر ٹیوب ویل پر وہ اگر آپ لے لیں اُس کو آپ بجٹ میں شامل کر دیں تو یہ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین:

جی لانگو صاحب!

میراختر حسین لانگو:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ - جناب اسپیکر! جیسے کہ ملک سندر صاحب کی قرارداد کے حوالے سے دوست بات کر رہے ہیں۔ اُس میں کچھ اور وضاحت کرنا چاہونگا یہ پروجیکٹ 2003ء میں غالب 8 ارب روپے کی لاگت سے شروع ہوا تھا۔ اور جیسے کہ میرے دوست اپنے تحفظات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کے مختلف فیزز تھے جس میں مالکی ڈیم تھا، بلکہ ڈیم تھا، پہلے ان کے resource p کام ہونا تھا اُس کے بعد نیٹ ورک بچانا تھا۔ لیکن اُس وقت ایک ایسی کمپنی کو ٹھیکہ دیا گیا جو بغیر کسی ٹینڈر کے بغیر کسی پرو سیجر کو adopt کئے نیشنل کنسٹرکشن نامی ایک کمپنی تھی جو کو NCB حرف عام میں کہا جاتا ہے، اُسکو یہ ٹھیکہ دیا گیا اور جن فیزز میں پسیے اور کرپشن زیادہ تھی پہلے ان فیزز کو start کیا اور نیٹ ورک last points میں بچانا تھا لیکن انہوں نے شروع ہی نیٹ ورک سے کیا اور پورے کوئی شہر میں پاپ لائسنس کا ایک جال کچلاک سے کشمکش تک ہر علاقے میں بچایا اُسکے بعد انہوں نے کوئی تین چار hard-rocks میں points پر ایک سروے کیا تھا جس کے نیچے جو ہمارے پاس پانی کا اسٹاک تھا اُس کو utilize کرنے کی کوشش کی اور دشت میں 4 ٹیوب ویلز لگائے۔ جس

میں 4 ٹیوب ویلز کو مردار کے علاقے میں 4 ٹیوب ویلز میاں غنڈی میں لگوائے تھے۔ اسی طرح کرنہ سے میں اور درہ ماندہ جو ہمارا تنتو range میں آتا ہے وہاں انہوں نے 4 ٹیوب ویلز لگوائے تھے۔ اور اس پانی کو انہوں نے ایوب اسٹیڈیم جہاں واسا کا بڑا main reservoir distribute کرنا تھا۔ لیکن ٹیوب ویلز لگا کے اُس میں کمیشن اور کرپش کر کے جو دشت کے ٹیوب ویلز تھے ان پر وہاں کے زمینداروں نے قبضہ کر لیا ہے اور جو مردار کے تھے ان پر وہاں کے لوگوں نے قبضہ کر لیا ہے اور درہ ماندہ کے ٹیوب ویلز آج بھی وہاں کے زمیندار use کر رہے ہیں۔ ان کا پانی شہر میں نہیں پہنچ رہا عام عوام تک اُن کے شہرات نہیں پہنچ رہے ہیں۔ کرنہ سے 4 ٹیوب ویلز میں سے 2 چل رہے ہیں 2 ختم ہو گئے ہیں۔ اُن 2 ٹیوب ویلز کا پانی برواری باقی پاس پر ایک reserovior بنایا ہوا ہے اُس میں آتا ہے اور وہاں سے ہزارہ ٹاؤن اور کچھ علاقوں کو supply کر رہے ہیں۔ ان ٹیوب ویلز کا پانی بھی اکثر ضائع ہو رہا ہے۔ اُس میں میری ایک دوسری تجویز ہے جناب اسپیکر! کہ ہم اس وقت کوئی شہر میں پانی کے حوالے سے جن crisis سے گزر رہے ہیں اُسکی ایک بہت بڑی وجہ کوئی شہر میں سروس اسٹیشن جو ہمارے یہی drinking water الجلوگوں کو supply کے لیے تھا وہ استعمال کر رہے ہیں۔ اور ہمارے گھروں میں جن lagon نے لان وغیرہ بنائے ہیں اُن میں یہ drinking water استعمال ہو رہا ہے ہمارے پارکوں کی گراسی اور درختوں کے لئے بھی یہی پانی استعمال ہو رہا ہے۔ جو اسی پروجیکٹ کا حصہ تھا جو 8 ارب سے، زیرے صاحب کو شاید اس کا علم ہو کہ یہ پروجیکٹ بعد میں 28 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ اب اگر اسکی آپ انکو ائمی کر لیں تو یہ پروجیکٹ 28 ارب سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔ جس پروجیکٹ کو 8 ارب میں complete ہونا تھا وہ 28 ارب سے تجاوز کر چکا ہے۔ اور اسی پروجیکٹ کا ایک سیکشن تھا کہ یہاں ہم treatment plants بنائیں گے سیورٹی کے پانی کو treat کر کے لانز کے لیے، زمینداروں کے لیے اور پارکوں کے لئے اور سڑکوں کے کنارے درختوں اور دوسری چیزوں کے لیے استعمال کریں گے۔ تو اس کے لئے میری ایک تجویز ہے ہمارے ٹریڈری پیپرز کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں باقاعدہ اسکے لئے قانون بنایا جائے جو یہ پانی دوبارہ صاف کرتے ہیں گاڑیوں کی دھلائی پارکوں کے لیے ہمارے جو یہاں گورنمنٹ کے بنگلے ہیں یا سی ایم ہاؤس یا گورنر ہاؤس ان کے لانزیا شہر میں پارکوں کے لیے اس پانی کو utilize کر لیں۔ جو treatment plant سبز روڈ پر لگا ہوا ہے وہ ابھی تک بند پڑا ہوا ہے اُس پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے نہ ہی اُس پانی کو filter کر رہے ہیں۔ ایک بڑا اس کا ایک بہت بڑا حصہ ہماری ان under water reserves ہیں۔

چیزوں پر ضائع ہو رہا ہے جو کو ہم اپنے plant کے treatment through چلا سکتے ہیں۔ اگر اس پانی کو دوبارہ treat کر کے، جناب اپیکر! پوری دنیا میں اس پر کام ہو رہا ہے اور لوگ اسی پانی کو دوبارہ استعمال کر رہے ہیں۔ ان چیزوں سے ہمارا بہت بڑا مسئلہ حل ہو گا۔ اور دوسرا ذیرے صاحب نے کہا کہ 1 سو 20 ٹیوب ویلز ہیں، میرا بھی منسٹر فناں سے یہ request ہے جناب اپیکر! 2008ء سے 2018ء تک یہ جو ہمارے دو tennure گزرے ہیں حکومتوں کے اس میں 1 سو 20 نہیں ہے یہ کوئی 250 more than ٹیوب ویلز لگے ہیں۔ یہ 1 سو 17 ٹیوب ویلز ہیں جن کی ایک list ہے وہ منسٹر فناں صاحب کو بھجوائی گئی تھی جو ہمارے پچھلی دورِ حکومت میں جو پی ایچ ای کا منسٹر تھا اُس وقت وسا بھی اُس کے under تھی، انہوں نے بنائے تھے اُس میں بہت سارے علاقے ابھی تک نظر انداز ہیں۔ جس میں میرا حلقة PB29 بھی شامل ہے جس میں کلی اسماعیل میں 4 بورگے ہوئے ہیں وہ اس list میں شامل نہیں ہیں ہدہ میں 5 بورگے ہوئے ہیں ہدہ کی 3 یونین کو نسلن ہیں یہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ کلی پاسند خان اور کلی شیخ حسینی میں بورگے ہوئے ہیں وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح فقیر آباد میں ایک بورگا ہوا ہے وہ اس list میں شامل نہیں ہے۔ یہ تقریباً 260-265 کے قریب ٹیوب ویلز لگے تھے۔ میری منسٹر فناں سے یہ request ہے کہ یہ تمام ٹیوب ویلز جن پر گورنمنٹ کے اربوں روپے لگ پکھے ہیں۔ ایک ٹیوب ویل کی drilling پر اگر میں غلط نہ ہوں تو یہ 25 سے 30 لاکھ روپے گورنمنٹ کے خرچ ہو پکھے ہیں۔ تو ان تمام کو utilize کیا جائے جب تک ہمارے ڈیمز بنتے ہیں جب تک باہر سے کوئی source کو نہ تک آئے۔ تو سب سے پہلے ان تمام ٹیوب ویلز کو آپریشنل کیا جائے اسکے لیے فنڈ رخصص کئے جائیں تاکہ لوگوں کو یہیں مل سکے کوئی کے عوام کو یہیں مل سکے۔ تو میری منسٹر فناں سے یہ request ہے کہ یہ تمام ٹیوب ویلز جو لگے ہوئے ہیں ان تمام کو take-up کیا جائے اور ان تمام کو start کیا جائے۔ بہت شکریہ جناب اپیکر۔

جناب قائم مقام اپیکر:

شکریہ اختر حسین لانگو صاحب۔ جی محمد مبین صاحب!

جناب محمد مبین خان خلجمی:

جناب اپیکر! کوئی کام شتر کہ مسئلہ ہے جیسے میرے دوستوں، بھائیوں نے کہا کہ۔۔۔

(آذان۔ خاموشی)

جناب قائم مقام اپیکر!

جی خلجمی صاحب!

**جناب محمد نبین خان خلجمی:**

جناب اسپیکر! جیسے کہ ابھی اختر حسین لانگو نے detail میں بات کی، اُسی میں کچھ چیزیں add کرنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ہمارے کوئی شہر کو عوام کو، بڑے چھوٹے کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں ٹینکر مافیا کی بدمعاشی نہ ہو۔ میں تو یہ بھی بولنا چاہوں گا کہ اُن کو واساڈی پارٹمنٹ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ MD واسا بیٹھے نہیں ہے ہمیں یہ نہیں پتہ کہ ہمارے کوئی سٹی میں جس کا جہاں دل چاہتا ہے وہ وہاں بورگا کر 2 ٹینکر خرید کر بُرنس شروع کرتا ہے۔ NOC کون دیتا ہے ان سے کون پوچھنے والا ہے۔ ہزار روپے میں ٹینکر پانی بیج رہے ہیں۔ آپ رات دو بجے بھی اُن سے پانی مانگیں، نہ انکی مشینزی خراب ہو رہی ہے نہ انکا سٹم خراب ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر! لوگوں کے گھروں میں پانی نہیں آ رہا اور ہمارے کوئی سٹی میں اتنے رہائشی ہو ٹل ہیں آپ جا کر چیک بھی کر سکتے ہیں کہ کوئی ٹینکر نہیں ڈالو تا ہے انکا پانی کہاں سے آتا ہے؟ یہ باقاعدہ طور پر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ انکی زبردست قسم کی understanding ہے۔ اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی تحقیقات کرے کہ کوئی سٹی میں کتنے illegal ٹیوب ویلز ہیں اور وہ باقاعدہ طور پر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کے یہ کام کر رہے ہیں تاکہ ہم اُن کو روک سکیں اور لوگوں کا کچھ حد تک پانی کا مسئلہ حل ہو۔ باقی detail میں توزیرے صاحب اور لانگو صاحب نے بات کی۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ فوری طور پر ایک کمیٹی بنائیں کہ پچھلی گورنمنٹ نے یا جن علاقوں میں ٹیوب ویل لگے ہیں۔ کیا اُسکی اسکیم کے مطابق لگے ہیں یا پوری بورنگ ہوئی ہے؟ مشینری اُسی کمپنی کی ڈالی گئی ہے؟ اور جناب اسپیکر! میں آپ کو ایک بہت اہم بات بتانا چاہتا ہوں کہ مثال کے طور پر جو ٹیوب ویل کا آپ پڑھ رہے ہے وہ مشین on کر کے چلا جاتا ہے اور چار پانچ گھنٹے کے بعد جب اُسکو ہوش آتا ہے کہ بھئی مجھے ٹیوب ویل بند کرنا ہے تو اُس وقت تک مشینزی خراب ہو جاتی ہے۔ تو میں نے یہ سوال اُن سے کیا اس کا ذمہ دار کون ہے؟ تو وہ کہتے ہیں ہم اُن کو سزادیں گے۔ سزا کیسے ہو گی یہ تو جان بوجھ کے عوام کو تکلیف دینے کی بات ہے۔ کیا اس کے اوپر کوئی پالیسی نہیں بنے گی؟ کون اُس کا جواب دے ہے؟ ایک ٹینکر نہیں ہے ایک ٹیوب ویل نہیں ہے کتنے سو ٹیوب ویلوں کے ساتھ یہ مسئلہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! جب ٹیوب ویل on ہے ٹرانسفارمر کیسکو نہیں دے رہی ہے اور وہ payment بھی لے چکے ہیں۔ اس پر بھی آپ کمیٹی بنائیں باقاعدہ طور پر وہ کمیٹی جا کے کیسکو والوں سے ملے اور اُن سے کہے کہ ہمارے کوئی سٹی میں جو ٹیوب ویل تیار ہیں اُن سے آپ نے ٹرانسفارمر کی مد میں ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سالوں سے پیسے لئے ہیں آپ مہربانی فرمائیں کہ اُن کو ٹرانسفارمر دے دیں تاکہ اس علاقے میں تھوڑا بہت عارضی طور پر پانی مسئلہ حل ہو۔ تو اس بارے میں

جناب اسپیکر! میں سختی سے کہنا چاہوں گا کہ اس کیلئے جلد سے جلد کوئی کمیٹی بنائی جائے۔ میں نے اپنی پہلی speech میں بھی جام صاحب سے کہا تھا کہ پانی کا مسئلہ حل کیا جائے۔ تو اسکے بارے میں آپ سے دوبارہ اپیل بھی کرتا ہوں request بھی کرتا ہوں کیونکہ جب ہم شہر میں گھومتے ہیں آپ یقین کریں جو لوگ ملتے ہیں جو تکلیف میں ہیں، پریشانی میں ہیں آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اور کوئی شہر کی آبادی اس وقت تیس لاکھ سے زیادہ ہے اور ان کو روزانہ چکروڑ لیٹر پانی چاہئے۔ اور اس وقت ٹیوب ویلوں سے جو سپلائی آ رہی ہے تقریباً تین یا ساڑھے تین کروڑ لیٹر ہے اور مختلف علاقوں سے آپ کا مری آباد یا بروئی ادھر سے فراہمی ہو رہی ہے اور کتنا پانی چوری ہو رہا ہے۔ جیسے کہ میں نے کہا کہ unlegal ٹیوب ویل ہیں اُن کا ہمیں اندازہ نہیں ہے۔ اور دوسرا میرا مشورہ یہ ہے کہ جب ہم کہیں جاتے ہیں ٹیوب ویل کے لئے تو پتا لگتا ہے کہ یہ واسانے لگایا ہے PHE نہیں لگایا ہے۔ جناب اسپیکر! جب PHE بورنگ کرتا ہے وہ سالوں کے بعد پتہ لگتا ہے کہ جی اسکو hand over وسا کو کرنا ہے تو وہ اس اس سے کہتی ہے کہ میں نہیں لینا کیونکہ آپ نے اسیں ناقص مشینری ڈالی ہے تو جو کمیٹی بنے گی اُسیں یہ چیز بھی رکھی جائے کہ کوئی سٹی میں ایک بندہ پانی کی Monitoring کرے۔ پھر پتہ لگتا ہے کہ جی ڈپٹی کمشنر کے دور میں بھی بورنگ کی ہے اب وہ وہ واساتسلیم نہیں کرتی کہ اس میں بورکم ہوا ہے اسکیم زیادہ پاس ہوئی ہے۔ پھر پتہ لگتا ہے کہ جی اریگیشن نے بھی کیا ہے۔ جس کا دل چاہتا ہے وہ بورنگ کرتا ہے۔ جناب اسپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس پر جلد سے جلد کمیٹی بنائی جائے۔ گورنمنٹ کو چاہئے ہم خوب بھی گورنمنٹ کا حصہ ہیں ہم سارے مل کر کیونکہ پانی ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے ہمیں احساس ہے تو اس بارے میں جلد سے جلد کمیٹی بنائی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ خلجمی صاحب۔

میر محمد عارف جان محمد حسni (وزیر حکومت نژادان):

جناب اسپیکر! میران صاحب نے وہ اسکے حوالے سے جوابات کی۔ خان صاحب! اب گورنمنٹ کا موقف دینے کے اسی حوالے سے میں صرف یہ بات کروں گا دوچار دن میں ہم وہاں والوں کو بریفنگ دینے کیلئے بلا لیں گے کہ ابھی تک انہوں نے کیا کام کیا ہے۔ تو آپ لوگوں میں سے جو بھی ایم پی اے صاحبان آنا چاہتے ہیں وہ مجھے بتا دیں جو آپ لوگوں نے پوچھنا ہو ان سے پوچھ بھی لیں گے۔ اور گورنمنٹ کو جو بھی کارروائی کرنا پڑی وہ انشاء اللہ کریں گے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ، صحیح ہے۔ جی زمرک صاحب۔

**انجینئر زمرک خان اچکزی (وزیر حکومتہ وزراء بریلووڑہ):**

ملک صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے کوئی شہر کے پانی کے حوالے سے اور خاص کر اسمبلی میں علاقے کا ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شہر و گردناواح میں حلقة 25 کی یونین کونسل، نواں کلی، کوتوال، کلی عمر، شیخ ماندہ، خیزی، سمنگلی اور ان سے ملحقہ علاقے شامل ہیں، میں پانی کے پاس پھی بچھادیے گئے ہیں۔ فوری طور پر پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ ہمارے دوستوں نے مکمل طور پر اس کو support بھی کیا اور اس پر بہت تفصیلی بحث بھی ہوئی اور ملک صاحب سے میں نے کہا کہ مجھے تو اس کا اندازہ نہیں ہے کیونکہ یہ اسا اور پی ایچ ای کا subject ہے۔ اور اس وقت ہمارے چیف منسٹر صاحب اور ہمارے پیلک ہیلتھ کے منسٹر نور محمد مژہب صاحب بھی نہیں ہیں۔ اور اس پر ہمیں یہ بھی اندازہ نہیں ہے کہ کیا یہاں پیلک ہیلتھ والوں نے کہاں تک اس پر کارروائی کی ہے۔ کیا حقیقت میں یہ پاسپ وہاں تک بچھائے گئے ہیں یا نہیں؟ ہمیں یہ بھی اندازہ نہیں ہے۔ ہم ان سے بریفنگ لیں گے تو پہنچ چلے گا کہ شیخ ماندہ خیزی سمنگلی تک یہ پاسپ بچھائے گئے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہم مطالبة کر سکتے ہیں ایک نیا مطالبه ایک نئی قرارداد پیش کر سکتے ہیں کہ یہاں تک پاسپ بچھائے جائیں Next PSDP میں اسکے لئے فذر reflect کئے جائیں۔ تو میں اتنا بتا دوں گورنمنٹ کی طرف سے کہ ہمارے متعلقہ منسٹر اور چیف منسٹر صاحب آ جائیں۔ اس سے پہلے جس طرح دوستوں نے کہا کوئی کے جتنے بھی ایم پی ایز ہیں انکو special جس طرح ہمارے عارف جان صاحب نے کہا کہ وسا کے MD کو بلا یا جائے۔ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ کے سینکڑی ائم منسٹر آئیں گے ان کو مکمل بریفنگ دیں گے۔ کیونکہ کوئی کے پانی کا مسئلہ بہت خطرناک حد تک پہنچ گیا ہے۔ اس کے لئے بہت سے پراجیکٹس بنائے گئے تھے جن میں کرپشن ہوئی ہے اور اسکے بہت سے cases نیب میں چل رہے ہیں۔ ہمیں یہ بھی اندازہ نہیں ہے کہ وہ cases کہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ایک نیا پراجیکٹ ہماری سابقہ گورنمنٹ نے کہا کہ جی ہم پٹ فیڈریکنال سے پانی لے آئیں گے دس ارب روپے کا پراجیکٹ تھا پتہ نہیں وہ feasible ہے یا نہیں۔ ان سب پر ہم مل کے مشترک کمیٹی کے through بات کریں گے اور کوئی کے پانی کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اس علاقے کے حوالے سے مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ پاسپ بچھائے گئے ہیں۔ اگر منظور کرنا ہے تو آپ کی مرضی میں نے کہا ایسی چیز کو ہم کیسے منظور کر لیں جس کا ہمیں علم نہ ہو۔ ہمیں اس چیز کا علم ہو ہمیں بریفنگ دی جائے تو تب ہم اس کو منظور کریں گے۔ اگر پھر بھی اپوزیشن والے یا

ملک صاحب کہتے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ اسکو next session کے لئے ڈیفر کر دیں۔ اس کے لئے مکمل بریفنگ لے لیں وسا اور پلک ہیلتھ والوں کو بلا کیں چیف منسٹر اور پلک ہیلتھ کے منسٹر ہوں گے تو تب ایک نتیجے پر پہنچ کے ایک مشترک قرارداد بنائے اور اس کو آگے لے کر چلیں گے کہ ہم نے آگے کیا کرنا ہے۔ اس تجاویز پر ملک صاحب سے میں request کرتا ہوں جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں ایک گزارش کروں گا میں نے یہ عرض کیا کہ اس میں جو علاقے mention ہوئے ہیں آپ کی طرف سے مجھے تو کچھ پڑے نہیں ہے میں تو اگر لیکچر کا منسٹر ہوں حکومت کی طرف سے ایک موقف پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مختصرًا یہ عرض کروں کہ ہمارے پلک ہیلتھ انجینئرنگ کے منسٹر اور چیف منسٹر موجود نہیں ہیں۔ اگر ہم مکمل کوئی کے جو ۱۹ ایم پی ایز ہیں آپ کی سربراہی میں اپوزیشن کی طرف سے اور ہمارے ان منسٹرز اور سیکرٹریز کے ساتھ بیٹھ کے ہم ان علاقوں میں جہاں تک پائپ بچھائے گئے ہیں ان کو پانی کی سپلائی کا مسئلہ ہے۔ اور جن علاقوں میں نہیں بچھائے گئے ہیں ان کو کس طریقے سے پانی دینا ہے جو ٹیوب ویلز کا مسئلہ ہے جو واسا کا مسئلہ ہے اور جو کوئی کے پانی کا مسئلہ ہے اس پر بیٹھ کے تفصیلی بات کر کے پھر جو قرارداد بنتی ہے ہم مشترک قرارداد لے آئیں گے۔ یا آپ کو جس طرح تسلی ہوتی ہے کہ اس طرح کوئی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں اُسی طریقے سے ہم اُسکو حل کریں گے۔ تو اس پر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اسکو next session میں اجلاس تک ڈیفر کر دیں تو بہتر ہو گا باقی آپ کی مرضی آپ جس طرح کہتے ہیں۔

#### ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

جناب اسپیکر! میں زمرک خان صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے کوئی کے پانی کے مسئلہ پر انتہائی دل کی گہرا یوں سے دلچسپی ظاہر کی۔ I have no objection if this resolution is kept کیا ہے کہ اس کو اگلے اجلاس کے لئے رکھا جائے لیکن meanwhile یہ تمام suggestion کیا ہے کہ اس بارے میں assurance ہو کہ کوئی کے لوگوں کو پانی فراہم کرنا یقینی ہو جائے۔ اس پر میں اسکو ڈیفر کرتا ہوں اور جو assurance انہوں نے دی ہے اسی کے مطابق میں اپنی قرارداد کو ڈیفر کرتا ہوں۔

#### جناب قائم مقام اسپیکر:

جی، جی۔

وزیر ہمہ زراغت و کواپریوں: ملک صاحب نے جو بیان کیا، میں اسکو آگے چیف منسٹر صاحب کے پاس

لے جاؤں گا پھر آپ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائیں گے ہم لوگ بھی بیٹھیں گے پھر بات کریں گے جو بھی مناسب طریقہ ہو اپنی کے مسئلے پر کوئی دورائے ہے نہیں۔ کیونکہ پانی ایک اہم issue ہے پوری دُنیا کے لئے ہر طبقے کیلئے کہ اس پر عملدرآمد کرنا پڑے گا۔ جو بھی طریقہ کار ہوا آپ کے سامنے بیٹھیں گے اور کوئی کہ پانی کا مسئلہ جس طریقے سے ہماری اسمبلی حل کر سکتی ہے اُسمیں گورنمنٹ آپ کے ساتھ ہو گی، انشاء اللہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جناب اسپیکر! جس طرح منظر صاحب نے کہا ایک اسپیشل کمیٹی بھی ہاؤس سے قواعد و انضباط کا ر بلوچستان صوبائی کے قاعدہ نمبر 170 کے تحت بنائی جاسکتی ہے۔ تمام ہاؤس کو اسپیشل کمیٹی، پھر اسکو بریف کیا جائے۔

**وزیر حکمر زراعت و کشاوری ڈاکٹر پریموز:**

میں کہہ رہا ہوں کہ next session کے لئے تمہاری نئی اسکے کمیٹی بھی بنائیں گے بالکل آپ لوگ بیٹھ جائیں، چیف منستر اور منستر کے ساتھ بیٹھ کر ایک کمیٹی بنائیں گے اور ایک طریقے سے چلیں گے۔ اب جب ہم آئیں گے تین چار دن میں مینگ کاں کریں گے آپ لوگوں کو بلا نیں گے اُس پر انشاء اللہ عملدرآمد کریں گے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

ٹھیک ہے اچنڈی صاحب! محرک کی خواہش پر قرار داد نمبر 5 کو موخر کیا جاتا ہے۔

پی ایس ڈی پی پر اُس دن بھی بحث رہ گئی تھی چونکہ چیف منستر صاحب نہیں آئے تھے۔

**جناب شام لال:**

جناب اسپیکر! میں آپ کی تھوڑی توجہ دلانا چاہتا ہوں پی ایس ڈی پی پر اقلیتی برادری کی طرف

**جناب قائم مقام اسپیکر:**

اس کو گلے سیشن میں رکھ دیتے ہیں۔

**جناب شام لال:**

میرے صرف دو الفاظ ہیں ایک چھوٹی سی تجویز ہے ہو سکتا ہے کہ میں اگلے سیشن میں موجود نہ ہوں۔

**نناب قائم مقام اسپیکر:** مہربانی کر کے مختصر ابولیس۔

**نناب شام لال:**

جناب اسپیکر! شکریہ پی ایس ڈی پی کو revise کیا جا رہا ہے جو کہ معزز عدالت کا حکم بھی ہے۔ اسمبلی کٹوٹی کے بعد اقلیتی برادری پورے بلوچستان کیلئے چند اسکیمات لی جائیں جس کی تجویز گورنمنٹ اور اپوزیشن بن بیٹھے ہوئے اقیمتی نمائندوں سے لی جائیں۔ ایسا نہ کرنے سے انصاف کے حق پورے نہیں ہونگے۔ جبکہ ایس ڈی پی پر already غور ہو رہا ہے تو اسمبلی کی گئی اقلیتی برادری سے نا انصافی کا ازالہ کیا جائے۔ میر مید کرتا ہوں کہ اس پر معزز ایوان ضرور غور فرمائے گا۔ جس میں بلوچستان اسمبلی اور معزز ارکین کی عزت ڈھنے گی اور اس کا پیغام پورے پاکستان سے باہر بھی جائے گا۔ ایک اور چھوٹی سی میری عرض ہے کہ بھارت کے امری چیف کی طرف سے جو جنگ کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں، جس کی میں پرزور الفاظ میں نہ مدت کرتا ہوں۔ اللہ انکو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے تمام عوام اپنی بہادر افواج کے ساتھ ہیں۔۔۔۔۔

**نناب قائم مقام اسپیکر:**

آپ لکھی ہوئی تقریبیں پڑھ سکتے۔

**نناب شام لال:**

پوری افواج کے ساتھ ہیں ہر موڑ پر انشاء اللہ ہم اپنی بہادر فوج کے ساتھ ہوں گے اور بھارت کو آئندہ نہ کی کھانی پڑے گی۔

**نناب قائم مقام اسپیکر:**

شکریہ۔۔۔ (مداخلت) روں کے مطابق تین گھنٹے پورے ہو چکے ہیں اب اس کو خر کر کے اگلا جلاس میں انشاء اللہ کر لیں گے۔ اب اسمبلی کا جلاس مورخہ کم اکتوبر 2018ء بوقت سہ پہر تین بجے تک کیلئے انٹوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا جلاس شام 06:00 جگہ 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

